

ہندوستان بھریں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار : جسٹس نمبر ایل ۷۰۶

مقاصد

- (۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا۔
- (۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔
- (۳) الزامات کی گردوغبار اسلام کے منور چہرہ سے بدلائ عظمیٰ و عقلی و نقلی دور کرنا۔
- (۴) امام احمد رضا باواناٹک کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دینا۔
- (۵) تاج برطانیہ کی خیر خواہی :

ضوابط

- (۱) چندہ عوام سے سالانہ عارضی عہد
- (۲) ادارے عظام سے امتیازی قیمت
- علاوہ اسکے جو کچھ عطا کریں وہ مطبہ تصور ہوگا
- ایسے حضرات کے اسمائے گرامی اخبار کے سرپرستوں میں درج ہوں گے :

قادیان ماہنامہ
دالامان سٹیشن
پونہ

۳۔ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء

KHILAFAT LIBRARY

جلد ایڈیٹر محمد یوسف سابق سون سنگھ ودوان - نمبر ۳

خبریں

سالانہ جلسہ سرپر آرٹس۔ دوستو اچھی سے تیاریاں شروع کر دو۔
الحمد للہ کہ حضرت اقدس کی طبیعت اچھی ہے۔ اہلبیت بخیریت ہیں۔
انجمن ترقی اسلام کی طرف لوگوں کی توجہ خصوصیت سے درکار ہے۔ جیسے نظیر کام یہ انجمن کرتی ہے۔ ضرورت ہے کہ دوست ہمت اور استقلال سے اس انجمن کو مالی مشکلات سے آزاد کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔
قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کا پہلا پارہ امید کہ انشاء اللہ تعالیٰ ماہ نومبر میں شائع ہو جائیگا۔ دوستوں کو چاہئے کہ اس بے نظیر اسلامی خدمت میں دافر سے دافر حصہ لیں۔ اور ہرگز اس کے خریدار پیدا کر کے ثواب دارین حاصل کرے۔
سکھ کانفرنس کا سالانہ اجلاس جنرل پور میں بڑی دھوم دھام

سے ہوا۔ مردوں کی تعداد تقریباً ۱۵ ہزار۔ عورتوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار۔ مردوں کے علاوہ عورتوں کی تقاریر ہوئیں۔ جو سکھوں میں ترقی علم کی علامت ہے۔ چندہ تقریباً پچاس ہزار ہوا۔ صدر کانفرنس کسی وجہ سے نہ آسکا۔ اس کی بجائے سنت عطر سنگھ کو صدر بنایا گیا۔
قرآن شریف کے گورکھی ترجمہ کی چھپنے کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی ہیں۔ دوستوں کو چاہئے کہ قرآن شریف کے گورکھی ترجمہ کے خریدار پیدا کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔
چند پرکاش جس کے مسلمان ہونے کے متعلق پیغام صلح اور دیگر اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں تھیں۔ اب ان اخبارات سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان نہیں ہوا۔
جنوبی ہند میں مہاتما بدھ کا بت۔ ٹاؤنڈر مہاتما رنپھر ہے۔ کہ ٹاؤنڈر کے متصل مقام پل کال میں مہاتما بدھ کا ایک بت دریافت ہوا ہے۔ جو مہاتما بدھ کے سادھی کی حالت

میں بنایا گیا ہے۔ جس وقت لوگوں نے اس بت کو دیکھا۔ وہ سب اس کے سامنے سر جھکا کر پوجا کرنے لگ پڑے۔ ریاست اوندھ میں لازمی پرائمری تعلیم۔ دسہ کی خوشی میں ریاست اوندھ نے اپنے علاقہ میں پرائمری تعلیم مفت اور لازمی قرار دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی غریب طلباء کے لئے وظائف اور خوراک کا بھی بندوبست کیا ہے۔
شورش سرحد۔ سرحد کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر کے قریب حال میں جو معرکہ ہوا تھا۔ اس سے سرحدی فرقوں کو خوب سبق ملا ہے۔ اور اب وہ منتشر ہوتے جاتے ہیں۔ اس معرکہ میں ان کا نقصان اس تعداد سے بہت زیادہ ہے۔ جن کی اطلاع پہلے دی گئی تھی۔
بلقاریہ کے ساتھ خط و کتابت۔ بلقاریہ کے ساتھ تاروں کے ذریعہ پیغام رسانی کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ اور حکمہ ڈاک بھی اس قسم کے احکام جاری کر رہا ہے۔

ہندوستان بھری سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار ہے جسٹریٹ نمبر ۶۰
 قادیان دارالامان سے ۳۰ تاریخ کو شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ ۴ روپیہ

جلد ۱ ایڈیٹر محمد یوسف - سابق سورن سنگھ ودوان - (مورخہ ۳ - نومبر ۱۹۱۵ء) نمبر ۳۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الذین امنوا وھاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ
 بآمالھم و انفسھم اعظم درجۃ عند اللہ
 واولئک ہم الفاعلون

KHILAFAT LIBRARY

اس موضوع پر حضرت اقدس نے عجیب خطبہ
 مجھے فرمایا تھا۔ آئندہ اخبار میں انشاء اللہ تعالیٰ وہ خطبہ
 مبارک درج اخبار کیا جائے گا۔ امید کہ دورست بعد
 ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہمارے ہاں
 ایشیائی یا مجاہدہ انفس کی زیادہ ضرورت اور جب تک کسی قوم
 میں ایشیائی یا قربانی کا مادہ پیدا نہیں ہوتا۔ وہ قوم
 ترقی نہیں کر سکتی۔ بدھ دھرم کو سب سے بدھازم کی اخلاقی
 تعلیم خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ مگر روحانی تعلیم اور معرفت حقہ
 اور وصال باری کے لحاظ سے بدھ دھرم کی تعلیم ادیان ہند
 سے بہت پیچھے تھی۔ مگر دیکھئے کہ بدھ دھرم نے کس طرح آنا فانا
 میں ترقی کی۔ اور کس طرح تمام آریہ دھرت پر ایک دفعہ بدھ دھرم
 کا ہی راج ہو گیا۔ یہ کیوں نتیجہ تھا۔ بدھ دھرم کے بھکشوؤں کا
 جنہوں نے دھرم کی خاطر دکھ و سکھ کو ایک کر دیا۔ ان کے
 سامنے نہ پہاڑ روک بن سکا اور نہ دریا حائل ہو سکا۔ بڑے
 بڑے راجہ کار اور شاہزادے بدھ دھرم کے بھکشو یا فقیر بننا
 اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔ بدھ دھرم نے جس قدر ترقی
 کی وہ محض ان کے بھکشوؤں کی قربانی اور ایشیائی نفسی کی وجہ
 سے ہی ہے۔ اس سے اتر کر ذرا آپ عیسائی مذہب کی طرف
 نظر ڈالئے۔ ہندوستان میں عیسائیوں کو آئے ہوئے بہت
 ہی تھوڑا حصہ ہوا ہے۔ مگر اس تھوڑے ہی وقت میں عیسائی
 مذہب نے بیس یا پچیس سال میں اس قدر جہت انگیز ترقی کی
 ہے جو شاید دوسرے مذاہب کو تین یا چار صدی کی کوششوں
 سے بھی زیادہ ترقی ہوئی ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ مسیح مذہب

بہت کمزور ملک ہے۔ یہ بات بھی ہو۔ مگر سب سے بڑھ کر مسیح
 مذہب کی ایشیائی نفسی کا ہی نتیجہ ہے۔ کیا مسیحوں کی ایشیائی
 نفسی جو ریاضی میں سب سے اعلیٰ درجہ یافتہ تھا۔ اگر وہ کسی کالج
 میں پروفیسر ہوتا تو ہزار بار صد کے قریب ضرور خواہ پاتا مگر
 مسیح مشرقی ہو کر وہ صرف پانچ یا دس روپیہ پر گزارہ کرتا ہے
 اس کو بھی جلنے دیجئے۔ اچھوت اقوام کی حالت اور اس کا
 تمدن اور رہن سہن ایسا گھناؤنا ہے۔ اور وہ اس قدر سیل چلے
 رہے ہیں کہ شاید ہم میں سے بعض کچھ خلیفین ان کو دیکھ کر دودھ
 سے ہی ناک بھجوں چڑھتا ہوا ایشیائی رومال ناک پر رکھ لینگا
 مگر بڑے بڑے یورپین یا روسی اور مشرقی لیڈیاں بے دھڑک
 ان کے پاس جلتے ہیں۔ ان سے ملنے اور محبت کرتے ہیں۔
 یورپین لیڈیاں ان کے چوں کو چھاتی سے لگاتی پیار کرتی ہیں
 جبکہ یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ اکھڑا اور وحشی قومیں جن کو
 بڑے بڑے تباہی بھی قابو میں لانے سے قاصر ہیں۔ مگر مسیح
 پادریوں کی محنت عملی نرمی اور اخلاق ان کو بے دام غلام
 بنا رہا ہے۔ وہ قومیں جن کا پیشہ ہمیشہ سے لوٹ مار اور خون
 و کشت چلا رہا ہے۔ مگر ان کے ایک ایک دیار پر ایک مسیح
 پادری یا مسیح کی مدی حکومت کرتی ہے۔ یہ کیوں یہ سب
 مسیح پادریوں کی ایشیائی نفسی سے غرضیکہ جب قدر نما رہنے
 ترقی کی صرف ایشیائی نفسی سے ہی۔ جب تک مسلمانوں میں
 ایشیائی نفسی کا دور دورہ رہا۔ مسلمان دن دگنی اور رات گدگنی
 ترقی کرتے گئے۔ مگر جب مسلمانوں نے دنیا کو دین پر مقدم
 کیا تب ہی سے مسلمان ادبار اور منزل کی طرف جلنے
 شروع ہو گئے۔ آریہ سماج جسے قائم ہوئے بہت ہی تھوڑے
 دن ہوئے ہیں۔ مگر دیکھو۔ اب ایشیائی نفسی سے اس نے
 مسافر ترقی کی

اس وقت آریہ پرتی مذہب کے تقرباً تین دھن کے قریب
 ہاتھ آ رہا ہے۔ چارک یا چھوڑا رہا۔ اندھا نہیں رہا۔ ایشیائیوں
 کا اضافہ الگ جن میں بڑے بڑے ذرا ادجاہت پائی رہ

ہائی گرامی ڈاکٹر شامل ہیں۔ جو ادنیٰ سے ادنیٰ کا دس بغرض
 اپنی لیش بخوشی جانے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ ڈاکٹر
 شیتہ پال جلد تیسرا ایک مشہور ڈاکٹر ہے۔ اور جو اس کی ایم
 بیس کے صیف میں آنریری لفٹنٹ کے عہدہ پر متعین ہو کر
 جنگیں لگتا ہے۔ مسلمانوں میں اس پوزیشن کا آدمی شاید کسی
 مسلمان بجائی کو سیدھے منہ سے اسلام علیکم کہنا بھی پسند نہ کرتا۔
 مگر میں نے گذشتہ سے پچیس سال میں محلا نو ایک جو ایک معمولی گاؤں
 اور وہاں بہت چھوٹی سی آریہ سماج ہے۔ میں نے دیکھا۔ کیسے
 بے رونق سے گاؤں میں ڈاکٹر موصوف اپنے دھرم کا پدیش بڑی
 گرم جوشی سے کرتا ہے۔ اس طرح ہاں جگن ناتھ جو سکریت کا
 اچھا ودوان ہے۔ اور بڑا دولت مند۔ اگر مسلمانوں میں اس
 پوزیشن کا آدمی ہوتا۔ تو شاید اسے توڑ مہیا یا زردو کے اچھے
 کپنے یا نہ کپنے سے ہی فرصت نہ ملتی۔ مگر میری حیرانی کی کوئی
 حد نہ رہی۔ کہ جب میں نے آریہ سماج محلا نوالہ کے پنڈال میں
 آریہ دھرم پر اعتراضات کئے تو اس کے جوابات میں اس کے لئے
 کون سامنے آتا ہے وہی پنڈت جگن ناتھ جو لوگت رتن۔
 یہ تو ایک ادنیٰ سا کرشمہ تھا۔ آریہ سماج کے پنڈال کا۔ ہاں
 اگر آریہ سماج کے ایشیائی پورا زور دیکھا ہو۔ تو ذرا ان کی انسٹی
 ٹیوٹن کے ناظموں پر نظر ڈالی ہی جاوے۔ لالہ ہنسراج نے
 آریہ سماج کی تمام عمر سیوا کی۔ بغیر کسی معاوضہ کے دیا نہ کالج میں
 بڑے سے بڑا اور ولایت کا ایم۔ اے ہی پڑ گئے۔ تو پروفیسری
 کی حیثیت میں اس کی تنخواہ ستر سے زیادہ نہیں ہوگی مگر انفسوس
 کہ ہمارے ہاں ابھی تک ایشیائی نفسی کا قحط ہے۔ خیر یہ ایک جگہ
 معترضہ تھا۔ میں اس بات کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتا۔ میں
 صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ کہ ہم سب اپنے گریبانوں میں
 منہ ڈاکر دیکھیں۔ اگر ہم میں ایشیائی نفسی کا نمونہ ہے۔ تو چشم
 آمد روشن دل باشاؤ۔ اگر نہیں تو ہمیں نہ کر کر لی چاہئے۔
 کہ وہ لوگ جنہیں خدا پاتا تھا بھروسہ نہیں۔ وہ اپنے باپ کے
 لئے اس قدر ایشیائی نفسی کا نمونہ رکھیں۔ کہ ان کے باپ کا ایم

جو سول سروس یا کسی دوسری لائن میں ہزار بارہ صد روپیہ
بغوبی کا انتخاب ہے۔ مگر وہ اپنی خدمات کا معاوضہ ستر سے
زیادہ نہیں لیتا۔ مگر ہم لوگ جو ضابطی دہرم کی جڑیں پاتال
یک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو اس سے قیاس کر لو کہ ہمارے
لئے کس قدر اشیاء اور قربانی کی ضرورت ہے۔ آج کل انہ
باتیں بنانے کا نہیں ہے۔ بلکہ کام کرنا ہے۔ میں عرض
کر چکا ہوں کہ اس وقت آریہ سماج کی صرف ایک پارٹی کے
پاس تقریباً تین درجن کے قریب پرچارک ہیں۔ تقریباً
اسی قدر دوسری پارٹی کے بھی ہوں گے۔ مگر پھر بھی وہ سختی
سے محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے ان واعظین کی بہت
کمی ہے۔ حالانکہ ان میں ایسے ایسے عالم اور فاضل بھی پاؤ گے
جو اپنے مذہب کے علاوہ دیگر مذاہب کے بھی اچھے اچھے عالم
و فاضل ہیں۔ آریہ سماج میں ایسے لیکچرار ضرور پاؤ گے جو بدھ
اور ہنر مند عالم بے بدل ہیں۔ آریہ سماج میں ایسے واعظین
بھی پاؤ گے جنہوں نے اسلام کا بھی خوب مطالعہ کیا ہو۔
گوروکل بکری میں علاوہ دیگر مذاہب کی کتابوں کے اسلامی
کتابیں جو مال احتیاط کے ساتھ پڑھائی جاتی ہیں۔ چنانچہ
پچھلے دنوں ایک آریہ اخبار میں عرصہ تک یہ اشتہار چھپتا رہا
ہے کہ میں قرآن خریف کی فلاں فلاں تفاسیر کی ضرورت ہے
اگر کسی اس ہوں۔ تو وہ قیمتاً ہمیں دیدیں۔ اس سے آپ
اندازہ کالو کہ گوروکل میں اسلام کے متعلق مطالعہ کا
کس قدر اہتمام ہے۔ اسکو بھی جانے دیجئے۔ جب آریہ سماج
کے ہارپنے واعظین تیار کر لیا کچھ بھی اہتمام نہ تھا۔ تو
اس وقت بھی بعض ایسے دل چلتے تھے۔ جو خاص خاص
مذاہب میں معلومات کے لحاظ سے اپنے دائرہ میں اپنا ثانی نہ
رکھتے تھے۔ مذہب سماج کا ایک لیکچرار جو آج سے کچھ سال پہلے
آریہ سماج ایک معمولی لیکچرار پرچارک کی حیثیت میں مدت
تک کام کرتا رہا ہے۔ اور جو اس وقت ایک مشہور و معروف استاد
انیکسر شریہ تعلیم ہے۔ اور جسے ملے بہادر کا خطاب بھی
مال میں ملتا ہے۔ اس کے اسلامی شریچہ کے متعلق معلومات
کا یہ عالم تھا کہ مجھے مسلمانوں کے ایک نہایت ہی مشہور و معروف
مناظر نے یہ کہا کہ میں نے آریہ سماج کے بڑے بڑے ذہن
دیکھے اور ہر دلوں میں انور ہو گیا۔ مگر ان شخص کے ساتھ

رجواب فلاں ریاست میں انیکسر شریہ تعلیم ہے) جب مجھے
بحث کرنے کا اتفاق ہوا۔ تو اس کے ساتھ مقابلہ کے لئے مجھ
کال فور و غرض کی ضرورت پڑتی تھی۔ یہ تو اس وقت کا
حال تھا جبکہ آدمی تیار کرنے کے لئے آریہ سماج کے پاس
کوئی انسٹی ٹیوشن نہ تھا۔ کوئی اہتمام نہ تھا۔ تو پھر جب کہ
اس وقت خاص اہتمام کے ساتھ واعظین تیار کئے جا رہی ہیں
تو آپ غیل کر سکتے ہیں کہ اب انکی تیاری کس قدر زبردست
ہوگی۔ اب اس کے اندر کرسکھوں کو لیجئے۔ سکھوں کے واعظین
بھی میرا اپنا خیال ہے کہ درجنوں ہی ہوں گے۔ یہ دیکھنے کے
لئے کہ سکھوں میں اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کس قدر
تریب اور جوش ہے۔ صرف یہی لکھ دینا کافی ہوگا۔ کہ جب
سکھوں نے دیکھا کہ محمد یوسف حضرت بابا نانک سہم کے ولی اللہ
اور واجب الاحترام مسلم ثابت کرنے کیلئے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا
تو انھوں نے اس امر کو کم کرنے کے لئے ایک عجیب حکمت سے کام لیا
یعنی قرآن شریف کا گورکھی میں غلط ترجمہ کر کے کھ لیکچراروں
اور سکھ طالب علموں میں تقسیم کیا جس کا غالباً یہ مطلب تھا۔
کہ عام پر یہ ظاہر کیا جائے کہ کیا بابا نانک اس قرآن پر ایمان
لایا تھا میں نے سنا ہے کہ قرآن کریم گورکھی میں غلط ترجمہ کرنے
پر سکھوں کی تقریباً پانچ ہزار روپیہ خرچہ آیا۔ اور اس سے جو میلی
کی بات یہ ہے کہ اس سچرم کو مرتبہ ایک شخص نے دیا ہے
اس اندازہ لگا لو کہ سکھوں میں اپنے مذہب کے لئے کس قدر جوش
اور سرگرمی ہے برخلاف اس کے ایڈیٹر نور تقریباً تین سال سے
واوہلا اور پنج دیکھا رہا ہے کہ کتنے کتنے قلم بھی گھس گیا
اور پکارتے پکارتے گلا بھی پیچھ گیا۔ مگر سولے دو چار لوگوں
کے اور کسی نے اس ضروری اور لازمی امر کی طرف توجہ نہ کی۔
اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ قرآن شریف کا
صحیح گورکھی ترجمہ کا پہلا پارہ فقیر ہی دوستوں کے ہاتھوں
میں پہنچ جاوے گا۔

خیر اس امر کو بھی جانے دو۔ سندھ میں جب غلامی کا رواج پھیل گیا
تو مختلف جگہوں پر حضرت بابا صاحب کے عقیدہ پر لکھ دیئے
سندھ میں نسبتاً زیادہ ناکستہ تھے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل
سے سندھ میں خاکسار کے لیکچروں کی خاص مدد مل گئی اس
لئے کہ قادیان کے لئے ضروری سمجھا گیا۔ کہ حضرت بابا صاحب

کے عقیدہ پر فصاحت اور صراحت سے روشنی ڈالنے کے لئے کوئی مختصر اور
جامع ٹریکٹ لکھا جائے چنانچہ ۲۰ صفحہ کا ٹریکٹ لکھ کر سندھ کے ہر
پیشیوں میں وہ ٹریکٹ تقسیم کیا گیا۔ اس ٹریکٹ کا تقسیم ہونا اسکا نہ صرف
ایک خاص دھار گئی گئی۔ ہر ایک کے اور بڑے کی زبان پر ہر ٹریکٹ ہی
تھا۔ بھلا یہ دیکھ کر سکھ اور آریہ کس سے کام لیں گے۔ انھوں نے
ہر ایک ٹریکٹ کے جواب میں چار پارچہ ضخیم ٹریکٹ لکھ کر سندھ میں
اندھا دھند مفت تقسیم کئے۔ ہر ٹریکٹ کے بعد آریہ اور سکھوں کے
ٹریکٹوں کے ذریعہ ہر سید کر وہ اثر کو کس طرح کم کرنے کی کوشش کی۔ اس کے
لئے میں خود کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا۔ صرف سندھ سے آدھ غلط کوئی نقل
کر کر اکتفا کرتا ہوں۔ ڈیرہ شریہ صاحب محمد یوسف صاحب
السلام علیکم سہار کتاب کا جواب ایک تو غیر خواہ اخبار لاڑکانہ میں
ہفتہ وار نکلا۔ دوسرا ایک جواب پیر پنجش بھٹہ سے نکلا۔ جو ہم نے
اب تک نہیں دیکھا ہے۔ بولے میں کہ وہ پریس میں چھپنے کے وقت
بند کیا گیا تیسرا جواب ایک مشہور دارم سماجی بھوانی جو اپنے ہیں
کہ پکا آریہ ہی اس نے بنایا ہے آپ کو پہلے بھی اس کتاب کا کچھ لکھا تھا
اسکا جواب اپنے بہادر کتاب کا اردو ترجمہ کر کے روانہ کرنا پھر
جواب دینگے۔ کتاب ہر کتاب سے ڈبل ہو اور سندھی سے اردو کتاب بھی
تو مشکل ہے۔ مگر پھر بھی ٹوٹی پھوٹی اردو میں ترجمہ کر کے روانہ کر دینا
پہنچ گیا احمد اللہ کہ اسکا جواب بھی لکھا گیا جمع کیلئے فکر میں ہوں۔ نور
آپ خیال کر لیں کہ اس ترجمہ میں کتنی محنت اور تکلیف اور وقت ضائع ہوا
ہوا ہوگا ایسے لکھتا ہو کہ اپنا ہو کہ آپ کو ایک طرف پھینک دیں خیال
ممکن ہے یا اس آریہ نے کتاب کے بالکل بہت کام کیا ہے بہت لوگ جو
بالکل ہر کتاب کے پڑھنے سے پانی ہو گئے تھے یہاں تک کہ دیدہ و نشین
کو کم زیادہ ہوتے تھے۔ اور بالکل نہیں جانتے تھے قرآن کریم کی عزت
انکے دل میں گرا گئی تھی۔ اب اس کتاب کے پڑھنے سے ان کی غلط فہمیاں
میں اہمیت ہمارے پاس آئے ہیں کہ اسکا جواب دیں۔ انکے تو یہاں تک
لاف زنی کی ہے کہ جواب کے پھیلانے کے واسطے ہم بھی کچھ خرچہ کر دیں گے
علاوہ اس کے یہاں انکی کے سوا سب پرچہ مندراکے ہیں انکی نے تو خوب
اس آریہ کو جواب دیا جو شوکت تیار تھے پر کاش سے بابا نانک کے متعلق
تھے وہ کہہ کر کہا کہ اگر دوسرا جواب دیا تو اہل بات تھی۔ سندھ گزرتے لکھا
ہے کہ شاید شوکتوں کے معنی برابر نہیں سمجھے گئی ہیں خیر سب اخباروں کے کتاب
کی تعریف کی ہے۔ ایک سیٹھ نے کتاب مفت سب ٹکانون اور شوالوں
میں اور ساجوں میں تقسیم کی ہے اسکو بولتے ہیں بہت اہم ہر کھشا

کتاب کی قیمت سات آنہ کی ہے تاہم بہت کم ہے اب اگر اس کا جواب مل نہیں جائیگا تو ساری محنت رائگاں جائیگی بلکہ گروں کے لئے بڑی نکتہ چینی ہے۔ آپ سے قادیان میں گریم تو ہر وقت ان کے ساتھ میں ہیں انہیں چاہتا کہ ہفتی ہو۔ آپ بڑے غور سے سیرت باب پڑھیں۔ اور ان کا جواب بالکل خیال سے تیار کریں مدد محمد شاہ جواب تیار ہو گیا۔ طبع کی نظر میں ہوں تو خیال کریں کہ ستر بارام مصنف نے کتنی مغز باشی کی ہے۔ کتنے کتاب ٹولے ہیں۔ اور کیا خوب بچا دیل ہے۔ میں اس کو آفرین دیتا ہوں۔ اس نے بہت اچھی طرح سمجھا یا ہے۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ گوروں کے قول اس طرح اسلام کے طرف مال تھے۔ مگر دیارام نے دوسرے گوروں کے وچن پیش کئے ہیں۔ نئی کتاب میں بہت کچھ ناکہ ہر کے شبہ اور قرآن کریم سے ان کا طاپ ظاہر کرنا چاہئے۔ اور اسلام کے عقائد کو خوب کھولنا چاہئے۔ کیونکہ اب یہ ہندو اس جواب کو دل سے پڑھیں گے اس جھگڑے سے فائدہ یہ ہوگا۔ کہ اسلام کے اصول ان کے کانوں تک پہنچ جائیں گے۔ اب سارے ہندو کی آنکھیں ہماری طرف ہیں۔ کہ کبھی جواب نکلتا ہے۔ اگر خیرہ خوب ہو تو یہ کتاب ہم بھی مفت تقسیم کریں تاکہ اسلام کی خوبی سب پر ظاہر ہو۔ آپ کو کام تو ضرور بہت ہے مگر بے وقت آئیے۔ جو کوشش کر کے اسلام کی خدمت کی جاوے اور اس جوش میں اگر لڑائی والی ایک پوری چوٹ لگی۔ تو بہت اثر ہندوؤں پر جم جائیگا۔ گلاب شاہ خان حیدر آباد ۲۹ جون ۱۹۷۷ء بہر حال اس دلخیز خط کو پڑھ کر میرے دل میں جواب کیلئے جوش پیدا ہوا۔ خاک اسے تقریباً پچیس روز میں ہی تین صفحات کی کتاب کو مرتب کر لیا۔ اس کتاب کی سندھی میں ترجمہ چوتھریں اور اس کے اخراجات کے لئے تقریباً چھ سو روپیہ کی ضرورت تھی میں ملنے تھا کہ انجمن ترقی اسلام میں آجکل روپیہ نہیں ہے۔ ورنہ انجمن ترقی اسلام ہر ایک ترقی اسلام کے شعبہ پر پانی کی طرح روپیہ بہانے کے لئے تیار ہے۔ اسلئے میں نے اس کے جس کے اخراجات کے لئے اپنے اخبار میں تحریک کی۔ پھر کیا تھا۔ بعض دوستوں کی بن آئی انہوں نے میرے برخلاف وہ دھوالی بدھار منھ میں لکھ کر خدائی پناہ۔ کہ محمد یوسف الگ ہو کر کام کرنا چاہتا ہے۔ یہ ہے وہ ہے جس سے شروع سے رہتی تھیں۔ بلکہ جو اس امر کو کا حق جاننے کے لئے سمجھنے کے لئے انجمن ترقی اسلام کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اپنے بھائیوں کے ذرائع کو سرانجاموں پر رکھا۔ اور بغیر کسی حیل و حجت کے انجمن کے

ساتھ ملاوہ اور امور کے طبع کتاب کے اہم امر کو بھی پیش کیا۔ چارہ کی گھاٹا رخ نہایت کچھ جناب سکریٹری صاحب انجمن ترقی اسلام نے یہ جواب دیا۔ مگر شیخ صاحب اسلام علیکم جواب آپ کی جتنی متعلقہ طبع کتاب میں ہے کہ آجکل ترقی اسلام کے غنڈوں میں بالکل گنجائش نہیں ہے۔ اسلئے ناکہ پیچیدوں میں تبلیغ کے لئے نہ صرف کتاب کی چھپوائی میں کوئی امداد نہیں دی جا سکتی۔ گنجائش ہونے پر بطور چند کے اشعار لکھ کر کچھ لکھی جاویں گی۔ مگر اس وقت میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اب اور کس قدر امداد دی جا سکیگی؟ شیر علی اب بن لوگوں کا کیا گیا۔ جوان امور کی حق سمجھنے کے بعد کہ آجکل انجمن ترقی اسلام میں روپیہ نہیں ہے خواہ مخواہ مجھے اور سکریٹری صاحب انجمن کو پریشان کیا۔ خیر یہ تو ایک جہد مقررہ تھا۔ بہر حال اب ان واقعات سے آپ اس امر کا کا حق اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آریوں اور سکھوں میں اپنے مذہب کی اشاعت اور ترقی کیلئے کتنے جوش اور سرگرمی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ہماری تیاری بہت ہی کم ہے۔ ضرورت ہے کہ ہماری جماعت میں ہر ایک آدمی اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے تیار کرے۔ ہماری ہی جماعت جس نے دنیا میں از سر نو اسلام کا علم بلند کرنا ہے۔ اگر ہمارا اکثر حصہ نہیں ہی کافی سمجھ لیا۔ کہ علو اخلاص اسلام کیلئے روپیہ دیدار اور روپیہ ذریعہ اپنے آپ کو اشاعت اسلام فرض سے سبکدوش کر دو تو یہ ایک بہت ہی بڑی روش ہے چاہے کہ ہم کسی ہر ایک آدمی اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے آمادہ کرے حضرت قدس کی یہ دلی خواہش ہے کہ جو لوگ دوسرے میں بہادری میں چاہئے کہ اشاعت اسلام میں جھینٹ نہ کریں۔ ان کے ہم بھی سب آگے ہی رہیں۔ پھر اس مشکل میں حشر کا خطبہ جیدہ کو خاک پر اس قدر اثر ہوا کہ میں نے حضرت کی خدمت میں شبیل وریفہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم تیدی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کے کل دالے خطبہ خاک پر خاص اثر کیا۔ نفوس کی جہاد کی ہماراں واقعی کی ہے میں حضور کے کل دالے خطبہ کو بطور تبرک اور پین کے اپنے پرچہ میں بھی درج کر رہے گا خاک اسلئے بھی حسب استطاعت سکھوں اور آریوں میں اشاعت حق کے لئے کمر بستہ ہے۔ مگر حضور کا ارشاد پر خاک ر خصوصیت سے اپنے آپ کو حضور کی پیش کرتا ہے۔ مگر حضور خاک کو قابل سمجھیں۔ تو میری ہان و مال حضور کے قدموں میں حاضر ہے والسلام۔ مخلص بندہ محمد یوسف

اس جواب میں جو کچھ حضور اللہ نے ارشاد فرمایا فرشتہ نہیں کسی اس حرفت نقل کیا جاوے۔ کیونکہ پھر تو ایک شہ اور کائنات ہو جاتی ہے جس سے ہر ایک تبلیغ کو چننا چاہئے۔ صرف یہی کہ دنیا کافی ہوگا۔ کہ حضرت قدس نے خاک اس کی خدات کو شرف قبولیت بخشا۔ اس عریفہ کے درج کرنے سے صرف یہ مطلب ہے کہ ہر ایک دوست حضرت قدس کی خواہش کے مطابق اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے آمادہ کرے ضرورت ہے کہ بعض لوگ اپنے آپ کو سکھوں اور آریوں کے لئے خصوصیت سے تیار کریں۔ ضرورت ہے کہ بعض آدمی میں اور بدھ دہرم کے لئے خصوصیت سے اپنے آپ کو تیار کریں۔ اس وقت تک ہماراں ایک بھی ایسا آدمی نہیں ہے جو بدھ اور صینی مذہب کے سطحی اصولوں سے بھی واقف ہو حالانکہ میں مذہب ہندوؤں کے ایک معتد بہ حصہ کا ایک مشعل عقیدہ ہے۔ اس سطح ہنگال میں بدھ دہرم کے پھیلانے کے لئے خاص پیر اور تجاویز سوچی جا رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ بعض لوگ اپنے آپ کو برہمن ازم کے لئے تیار کریں۔ برہمن ازم پنجاب کے لکھنہ تمام ہنگال میں اس وقت برہمن ازم کا ہی راج ہے جو قوم کے اکابر ہیں وہ جب سب برہمن دہرم کے پیراں ہیں۔ ضرورت ہے کہ چند لوگ اپنے آپ کو ویدانت مت کے لئے تیار کریں۔ ویدانت کا ہندو میں بڑا دور ہے اس وقت ہندو قوم کا ایک خاص حصہ ویدانت کے زیر اثر ہے۔ مگر ہم میں بہت ہی کم ہیں گے۔ بعضوں کو بھی ویدانت کا نام بھی سنا ہو۔ ویدانت کے بعض اصول اسلام سے بہت کچھ ملتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی اپنے آپ کو ویدانت کے عقیدہ پر غور و خوض کرنے کے لئے آمادہ کرے۔ اور ان شاء اللہ تم وہ ہندوؤں کو بہت کچھ اسلام کے قریب لاسکتا ہے ضرورت ہے کہ چند آدمی اپنے آپ کو شانت مذہب کی سنڈی کے لئے تیار کریں۔ شانت مذہب اکثر ہندوؤں کے کل فرقوں میں کچھ۔ کچھ پایا جاتا ہے مگر ہم میں بہت ہی کم لوگ اسے شانت بھائیوں کو دعوت دی ہوگی۔ ضرورت ہے کہ چند لوگ اپنے آپ کو سوسی مذہب کے لئے تیار کریں۔ ایک آدمی ہر ایک مذہب کے لئے اپنے آپ کو وقف کر سکتا ہے۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ میں ہندوستان کے کل مذہب سے واقفیت حاصل کر دوں تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہندوؤں کے ہر ایک مذہب کے سطحی حالات سے آگاہ ہو جائے۔ مگر ہر ایک کے سامنے اس کی مضبوطی کا وہی حال ہوگا جو کئی یا جو اس کے پورے کا ہوتا ہے جو بھلے اپنی جڑ کو زمین کے ساتھ مضبوطی سے کر کے زمین کے اوپر اوپر پیدا دیتا ہے اور اس وقت داپورہ جی جڑیں زمین سے کھاد پر ہوتی ہیں۔ ایک کمزور سے کمزور انسان جس کے بھی اکڑ آتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم ہر ایک ایک ایک مذہب

۳۴ نورانی اسٹار لکچر بورڈ کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اس وقت قادیان میں ہندوؤں کے لئے وقف ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ترقی بخلاوے۔ آمین۔

نوٹ رکات رائیں

کھوں کے ایک فرقہ کے لیڈر گھیر گھیرست کے
کا خط ایڈیٹر نور کے نام [سوامی بشند اس
مشریان محمد یوسف صاحب اجدرست گورو گھیر گھیر کے
وضع ہو۔ آپ کا نور اخبار پتیا۔ پڑھ کر سرب بہا و مطلب
جانا۔ آپ نے جو میری ملاقات کے سے وقت اسکھوں
کی بات لکھی ہے۔ سو بالکل صحیح ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
ہمارے کچھ بھائی جیقدر شری گورو گرنتھ صاحب ادب
کرتے ہیں۔ اسی قدر گورو بانی پر عور کرنے اور اس پر
چلنے کی کوشش کریں۔

اس کے علاوہ ایک ایسا مضمون سوامی بشند اس
صاحب کا نور میں چھپنے کے لئے بھی آیا ہے جو اسکا انشا اللہ
آئندہ پرچہ میں درج ہوگا۔

ستہ داری کے خیالات میروں [ستہ دھاری
اور ویدک شیوں کے متعلق [صاحب اپنی
مازہ تصنیف

آقا جنتیت کے صفحہ ۲۲۸ پر لکھتے ہیں۔ کئی باتیں ویدوں
میں بار بار دہرائی ہوئی اور بالکل بے جوڑ اور بے معنی بھری
ہوئی ہیں۔ پھر صفحہ ۲۳۷ پر آپ لکھتے ہیں۔ بعض کلاندار
مجاور کہتے ہیں۔ کہ کتاب وید میں تمام علوم و فنون بند
ہیں۔ یہ ایسی بات ہے جس کو کوئی سلیم العقل انسان
سمجھ نہیں مان سکتا۔ اگر دنیا کے تمام پدارتھوں کے نام
اور ان کے رنگ و روپ ہی لکھے جاویں۔ تو موجودہ کتاب
وید سے دس گنی بے سنگ میں بھی نہ کھپ سکیں۔ پھر لکھتے
ہیں کہ ادا گون کوئی چیز نہیں ہے۔ ہرشی وشت
کے متعلق کہتے ہیں۔ ایشور کی تعریف میں آپ نے
بہت بڑی تعریف کیا ہے۔ ہرشی کس کے متعلق منجھ
۵۴۰ میں لکھتے ہیں۔ آپ ویدک سدھانت سے واقف

ہرشی گوتم جی ویدک سدھانتوں سے کامل واقف نہ
تھے۔ ہرشی کنا و آپ کو بھی ویدوں کا صحیح علم نہ تھا۔
ہرشی پنجلی آپ ویدک دھرم کے مطلب اور مفہوم
کو نہ سمجھتے تھے۔ صفحہ ۵۵۰

ہمارے نزدیک ہندو اکابرین کے متعلق ستیہ دھاری
نے یہ خیالات لکھ کر سخت جبارت سے کام لیا ہے۔ گو
ہیں بھی ہندو اکابرین اور شیوں کے بعض اسورات
میں اختلاف ہے۔ مگر ہم ان کی خوبیوں سے بھی انکار
نہیں کر سکتے۔ سوامی شکر آچاریہ نے ناشکنا اور
دھرت کے برخلاف جس قدر اور اورنڈہ لہجے اپنی آواز
گو بلند کیا ہے۔ اور جس عالمانہ قابلیت سے وہ اپنے مدعا
اور توحید پرستی میں کامیاب ہوئے وہ ایک قابل ستائش
تعلی ہے جس کے لئے ہر ایک توحید پرست کو سوامی شکر آچاریہ
کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

کیا پہلوانوں کا اکھاڑہ [آریہ سماج اگر زندہ
ایشور پرستی کا درجہ ہے [رہنا چاہتا ہے کے عنوان
سے ۱۱ سہا دون ۱۹۱۲

کے آریہ گزٹ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں
ایشور پرستی یا وصال باری تعالیٰ کے ذرائع کو اسطرح
آشکارہ کیا گیا ہے۔

”بہادری اور طاقت آریہ دھرم ہے جو آریہ
سماج کا جہر و زمرہ وندش اور کافی ورزش نہیں کرتا
وہ شخص آریہ سماج اور ویدک دھرم سے بے گھڑ ہے۔
..... وہ خود اپنے آپ کو بھی دھوکہ دیتا ہے۔ اور
ویدک دھرم کو بھی۔ وہ خود گنہگار ہے۔ اور لوگوں
کو بھی گنہگار بناتا ہے۔ پرارتھنا پر زور دیتے
ہیں۔ لیکن ان کو معلوم نہیں۔ کہ پر بھوکے دربار میں
جول اور بیچ روپ ہے۔ جو پہلوانوں کا پہلوان ہے
شوہروں کا شوہر۔ ایسی پرارتھناؤں کی کوئی شنوائی
نہیں ہوتی۔ بلکہ ایسی پرارتھناؤں کا عوض ذلالت و خوار
ایشوریہ کا نشٹ ہوتا ہوتا ہے۔ یہ متر و آپ نے
اچھا کیا۔ جو یہ پیام شرع کر دیا۔ یہ ویدک دھرم کا لوکر

یہ پر بھوکے کو ملنے کا راستہ ہے۔ یہی ویدک دھرم ہے اور
یہی سونے کی کان ہے۔ خدایا پریشور ان کی مدد
کر لے۔ جو اپنی آپ مدد کو دے ہیں۔ خود ورزش کرو۔ ایشور
بھی سہا دیا دیں گے۔ ورزش کرنا ہی ایشور کا
نام لینا ہے۔ یہی سمرن ہے۔ یہی رام نام ہے۔ یہی ایشور
کا نام ہے۔ زبانی جمع خرچ سے ایشور کی پراپتی نہیں ہوتی
..... جیسے ایشور بلوان ہے۔ ویسے تم بنو۔ اور وہ ایک
ماترا اکھاڑہ ہی ہے۔ جو تمہیں بنا لے گا۔ اور کوئی سنار میں
ذریعہ نہیں۔

اگر ڈنڈہ پلنے لگا۔ اٹھنے یا کثرت وندش ہی ایشور
پراپتی یا حصول باری کا درجہ ہے۔ تو آریہ دوستوں کو
یاد رکھنا چاہئے۔ کہ کیکرنگ یا سینڈوی سب سے بڑھ کر
خدائے بھگت ہوں گے۔ جہتوں نے نہ کبھی وید پڑھا۔ وغیرہ
اس سے اتر کر ہزاروں پہلوان اور جسمانی کثرت کرنے
والے ایسے طیس گے۔ جن کے چال چلن اور عام بات چیت
ہرگز قابل ستائش نہیں ہو سکتی۔ مگر کیا آریہ گزٹ
کے نزدیک وہ سب ایشور بھگت اور خدا کے پیارے
ہیں۔ اسکا کہ آریہ گزٹ کا ایڈیٹر اس پر ضرور روشنی
ڈالے گا۔

سیرت مسیح موعود علیہ السلام [اللہ تعالیٰ کا شکر
کرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر احکم نے ایک مفید
کام کی طرف اپنی توجہ کو گایا ہے۔

سیرت مسیح موعود جس کی اشد ضرورت تھی۔ الحمد للہ
کہ اسکا پہلا حصہ شائع ہو گیا پہلے حصہ میں ان امور پر
اجالی نظر ڈالی گئی ہے۔
مورث اعلیٰ کی نقل مکانی خاندانی حالات۔
حضرت مسیح موعود کے ایام تعلیم کے حالات۔
حضور کی دنیا سے بے پراہی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ دنیاوی
جہکڑوں سے نفرت اللہ تعالیٰ کی دست گیری۔ جسے
پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ غرضیکہ سوا نغمہ کو پڑھ کر
حضرت اقدس کا زمانہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔

اس سیرت میں حضرت سید میر حسن صاحب کا مضمون بطور روح کے ہے جنہوں نے حضرت اقدس کے ابتدائی حالات کو قلمبند فرما کر سوانح عمری کی شان کو دوبالا کر دیا ہے۔ حضرت سید صاحب کا مضمون سوانح عمری سے لیکر نور کے کسی دوسری جگہ پر درج کیا گیا ہے۔ تاہم دونوں کے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔ شیخ صاحب کی محنت قابل ستائش ہے۔ میں نور کے ناظرین سے سپارش کرتا ہوں کہ وہ اس کار خیر میں شیخ صاحب کا ہاتھ بٹائیں۔ معہ چار ہفتہ ٹائٹل کے ۱۰۰ صفحہ کی کتاب ہے۔ قیمت قسم اعلیٰ عمر جو بہت زیادہ ہے۔ لیکن پھر ان دنوں اس کی سیرت ایمان پانچ چھ صفحات کی ہے۔ یا چھ چار تک کی قیمت کی ہیں۔ شیخ صاحب اگر مناسب قیمت رکھ دیتے۔ تو انکی مناسب قیمت اس مفید کتاب کے زیادہ اشاعت کا موجب ہوتی۔ یا زیادہ سے زیادہ امراء غریب کے لئے دو درجہ قیمت کے رکھ دینے۔ جس سے میر وغیرہ بہت سہولیت اس مفید کتاب سے مستفیض ہو سکتے۔ اور پھر جب بقول شیخ صاحب "اللہ تعالیٰ نے میری (شیخ صاحب) دست گیری فرمائی۔ اور غیب سے ایسی راہ پیدا کر دی۔ جو اس جلد کی طبع و اشاعت کا موجب ہو گئی۔ الحمد للہ میر کو ہم و گمان میں بھی یہ موقع نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میر کے ذاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو جنہوں نے ایسے سامان ہیا کئے تو وہیں حال جبکہ حضرت ذاکر خلیفہ صاحب نے جوہر میں گوئے سبقت لے جاتے ہیں کو شل دیتے ہیں۔ شیخ صاحب کو اخراجات طبع سے آزاد کر دیا۔ کمی قیمت کا سوال اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ مانا کہ ہماری جہت میں بعض اللہ تعالیٰ کے ایسے منہر بھی ہیں۔ جو بجائے عہد کے اگر غناء و ریویجی قیمت رکھ دی جاتی۔ تو وہ بخوشی سرانگھوں پر رکھتے مگر ہر ایک کو اپنا اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔ میں نے غیر غلطی سے یہ مغورہ دیا ہے۔ امید کہ شیخ صاحب بخندے دل سے غور فرما دیں گے۔

لکھتے ہوئے گزشتہ
 وہ کے چھ صفحوں کے ایک نوٹ ہے ظاہر ہے۔ ویسے تو سکھوں
 کے سب اخبار بالعموم گورکھی کی اشاعت کے لئے کچھ
 نہ کچھ ہفتے ہی رہتے ہیں۔ اور ان کا لکھنا ایک حد تک سست
 بھی ہے۔ کیونکہ وہ اخبارات خود ہی گورکھی محفل میں لکھی
 مگر سردار امر سنگھ صاحب کی دیدہ دلیری واقعی حیرت
 خیز ہے۔ جو خود ایرانی لباس پہن کر لوگوں کو پنجابی لباس
 کے پہننے کی ہدایت کرتے ہیں۔ بھائی صاحب کو چاہیے
 کہ وہ پہلے خود پنجابی لباس پہنیں۔ اس کے بعد لوگوں
 کے سامنے پنجابی لباس پہننے کا مظاہرہ کریں۔ چاہیے کہ
 دوسرے ہفتے ہی بھائی صاحب لائیکل گزٹ کو اردو سے
 گورکھی میں کر دیں۔ پھر دیکھیں اشاعت تین ہزار سے
 ایک ہزار ہوتی ہے یا زیادہ۔ انہوں جس انداز کے طفیل
 بھائی صاحب بالامال ہو رہے ہیں۔ اُسی اردو کی جڑ
 پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی
 اور بے وفائی ہوگی جس درخت کے سایہ میں آرام کرتا
 اسی کی جڑوں پر تیر جلا تا۔ حیرانی تعجب حیرت ہے

ہندوستان میں از سر نو { بدھ مذہب کی اشاعت
ہندوستان کا مذہب تھا۔ اس نے دور
دور تک اپنا اثر پھیلا یا ہوا تھا۔ لیکن سلطنتی شکر آچاریہ
جی نے اس کے اندر جو مہریت آگئی تھی۔ اُسے مٹایا۔ اور
اس کے ساتھ ہی بدھ مذہب بھی مروجہ ہو گیا۔ اور اب
بُری حالت میں ہے۔ لیکن اب پھر ہندوستان میں زور
شور سے بدھ مذہب کی اشاعت شروع ہو گئی ہے۔
بدھ مذہب کو ہندوستان میں پھیلانے کے لئے لنگا سے
ایک بڑے ویران بودھ آئے ہیں۔ اور انھوں نے کلکتہ
میں ایک انجمن بھی قائم کر لی ہے۔ جس کی شاخیں بڑے
بڑے شہروں میں کھولی گئی ہیں۔ لنگا کے رہنے والے
بدھوں نے بدھ تیرتھوں کا بھی بہت کچھ سدھار کیا ہے
اور اب بودھوں کے اندر یہ سپرٹ پیدا کی گئی ہے۔
کہ جاگ اٹھو۔ بدھ دھرم کو پھر ہندوستان کا ایک دھرم
بنادو۔ اور اب کے ایسا بناؤ۔ کہ پھر یہ گرتہ سکے۔ بنایا

گورکھی کے ساتھ ایڈیٹر
لائسنس گزٹ کی محبت اور پیہ ہے

جانتے ہیں کہ میرے ہی بھکشو میدان میں نکل آئے ہیں۔ اور بنگال اور دکن کی طرف کام شروع ہو گیا ہے۔

سلطان تیلڈو۔ اس نوٹ کو پڑھ کر آپ کے دل میں کیا خیال پیدا ہوا۔ ٹانگ پر ٹانگ باندھ کر پڑاؤ رکھ کر بیٹھ رہے یا کمر محنت باندھ کر اشاعت اسلام کے لئے لڑے کھڑے ہو گیا۔

اگر پہلا خیال ہے تو جاؤ حشرے کرو۔ ایسے اپاہجوں کی اسلام کو ضرورت نہیں۔ اسلام کو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو اشاعت اسلام کے لئے کمر محنت چست کر کے کھڑے ہو جائیں۔ وہ ہے تورات کا انتظار نہ کریں۔ طاعت ہے۔ تو دن کے منتظر نہ رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا خط جب اس اخبار میں آپ کسی دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں۔ کہ حضرت ہم نے کیا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور ہم کہاں تک اپنے پہلو میں اشاعت اسلام کے لئے ایک درد مند دل رکھتے ہیں۔

ہندوستانی اور یورپین } حال میں مدداس میں ہندوستانی
پادریوں کی ایک بڑی
پادریوں حقوق کا جھگڑا } کانفرنس ہوئی جس میں
اس سوال پر بحث کی گئی کہ کیوں چھپ یعنی کلیسا میں ہندوستانی
پادریوں کو وہ درجہ نہیں دیا جاتا۔ جو یورپین اور امریکن
پادریوں کو دیا جاتا ہے۔ مشہور پادری مگے۔ آر گوپال آلر
نے جلسہ میں ایک زبردست تقریر کی۔ جس میں اس نے بیان
کیا کہ ”جو امر سخت قابل اعتراض ہے کہ پروٹسٹنٹ گرجا
میں رنگت اور قومیت کی بنا پر ہندوستانی پادریوں کو
ایک ادنیٰ قوم کے افراد سمجھ کر اپنے برابر درجہ نہیں دیتے۔ اس
کے بعد دوسرے پادریوں نے بھی اپنی تقریروں میں اسی
مطلب کی تقریریں کیں۔ آخر کار قرار پایا کہ ہندوستانی
پادریوں کو کلیسا کے اندر یورپین پادریوں کے برابر حقوق
حاصل کرنے چاہئیں۔ ہندوستانی پادریوں کا یہ مطالبہ
نہایت معقول ہے۔ سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب
سوات نہیں دیتا۔ مگر افسوس کہ اب ہندوستانی مسلمانوں
پر بھی ہندوستان کی آپ دجا اثر کئے بغیر نہیں رہی۔ اور
مسلمانوں کے بعض افراد میں ہندوستانی مسلمانوں سے جڑیں

KHILAFAT LIBRARY

پورے ہندوستان میں اسلامی فتنے کو روک دینے کے لئے ایک مستحکم پیش قدمی چاہیے۔

ہندو بھائیوں کی بہت سی آغا خانی عقیدہ کے برخلاف

ہیں۔ تب سے ہی انھوں نے یہ مان لیا ہے۔ کہ اپنے بھائیوں کو آغا خانی مت سے نکلنے کے لئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں گے۔ چنانچہ اس کے لئے باقاعدہ واعظین مقرر کئے گئے ہیں۔ جو اُسے دن آغا خانی ہندوؤں کو درغلانے کے لئے کوئی دقیقہ بانی نہیں چھوڑتے۔ چنانچہ ابھی خبر آئی ہے۔ کہ بمبئی سے ایک نئی رسوخ سوداگر کو شمسی مت سے نکال کر آریہ بنایا۔ ایسے ہی جلال پور بھٹیاں میں بھی بعض شمسویوں کو آریہ بنایا۔ مگر دوسری طرف تو رام سہم مسلمانوں کی سستی اور کالی کی طوط دھیمے ہم آئے دن سنتے ہیں۔ کہ آج اچھوتانہ اور یوپی میں اس قدر خام خیال مسلمان آریہ بن گئے۔ مگر کچھ مسلمان ہیں جن کے دل یہ دلفگار اشاعت سن کر مسخ ہوتے ہیں۔ کچھ انجنین ہیں۔ جو اپنے وائس کو ادا کرتی ہوں قابل غور اور جلتے عجیب ہے۔ کہ وہ میں نامک نتیجہ میں اشاعت اسلام کے لئے بہت کچھ میدان وسیع ہے۔ یہاں سے اید بڑھ کر کی گئی تھیں قلم بھی گھس گئی۔ چلانے چلاتے گلا بھی بیٹھ گئے۔ مگر کس کے دل کو چوٹ لگی۔ کس نے اپنے فرض کو پہچانا۔

بے نیازی حد سے گندہ بنو۔ پروردگار تک ہم کہیں گے حال اپنا آپ فرادیکھ کیے

ہندوؤں کی منہدی ماہ نومبر میں لاہور میں ہندوؤں کی منہدی کے ساتھ محبت کا جلسہ ہونا ہے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے آریہ ساتھی وغیرہ سب یکساں کوشاں ہیں۔ گو یا منہدی کا پرچار ہندوؤں

کے بکھرے ہوئے افراد کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کے لئے ایک بے نظیر ذریعہ ہے۔ یہ کمپنی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ کہ منہدی کس پائیہ کی زبان ہے۔ اس کے لئے صرف یہ کہہ دینا ہی کافی ہوگا۔ کہ اس وقت آریوں اور ساتھیوں کے زیادہ اخبارات اردو میں ہی شائع ہوتے ہیں۔ اور منہدی شاذ و نادر ہی۔ اور جو منہدی میں شائع بھی ہوتے ہیں۔ وہ دوچار ناہی کم خریداری کی وجہ سے چل رہے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دو سال میں کئی منہدی کے رسائل نکلے۔ جو کم خریداری کی وجہ سے بند ہو گئے۔ یہ تو ہے منہدی زبان کی ہر دلعزیزی کی حقیقت۔ مگر آفرین ہے ہندو صاحبان کو جو ان حالات کے باوجود بھی منہدی زبان کی اشاعت کے لئے کوشاں ہیں۔ مگر اب ذرا مسلمانوں پر نظر ڈالیں کہ مسلمانوں کو اپنی پیاری زبان کے ساتھ جس میں خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ اور دنیا کے نجات دہندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمکلام ہوا۔ اس زبان یعنی عربی جو آم الا سنہ یعنی تمام زبانوں کی ماں ہے۔ ہم کہاں تک اس بے نظیر زبان جو اللہ تعالیٰ کو سب زبانوں سے پیاری ہے سے محبت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ کتنے مسلمان ہیں۔ جنہیں خدا کی اس پیاری زبان میں خدائی پیاری کتاب کو پڑھنے کا شوق ہے۔ اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو بہت ہی کم ملیں گے۔ جو اللہ کی زبان اور اللہ کی کتاب کی قدر کریں۔ حالانکہ عربی زبان اب بھی ویسی ہی زندہ ہے جیسی کہ آج سے ۱۳ صد سال پہلے۔ آہ وہ کونسا وقت تھا۔ جب حضرت محمود غزنوی نے عربی کی بجائے ہندوستان میں فارسی کو رائج کیا۔

سالانہ جلسہ سیر سالانہ جلسہ میں زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ ماہ رہ گیا۔ آریہ کے دوستوں کو ابھی سے ہاتھ تیار میں مشغول ہو جانا چاہیے۔ ضرورت ہے۔ کہ دوست نہ صرف خود ہی آویں۔ بلکہ اپنے ساتھ اور

دوستوں کو بھی لادیں۔ سالانہ اجتماع قوم کی روح ہے۔ ملت کے نصائح سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا ہے۔ دراز کے بھائیوں سے تبادلہ خیالات کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے قوم کی بہتری اور بہبودی کے لئے اچھی سے اچھی تجاویز پر پہنچنے کے لئے کافی سے کافی سامان مہیا ہونے میں۔ دوستوں کو چاہئے۔ اپنے سالانہ اجتماع کو شاندار بنانے کے لئے ابھی سے تیاریاں شروع کر دیں۔ میں اس پر اپنے آئندہ اشوع میں انشاء اللہ ایک سہرا آرٹیکل لکھنے کی امید رکھتا ہوں۔

KHILAFAT LIBRARY

مشہور منہ زور دہرم ویرا غیر مذہبی دل آزاری کی آریہ کو سزا دینا اور یہ واقعہ صوبہ متحدہ میں مشہور منہ زور آریہ اپریشک دہرم ویر پر مقدمہ قائم تھا۔ عدالت فیصلہ نہ دیا۔ اور دہرم ویر کو ایک سال قید با مشقت اور پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ اور ساتھ ہی حکم دیا۔ کہ سزائے قید ختم ہونے پر حفظ امن کے دو متحمل ضمانتیں ملزم سے لی جائیں اگر ضمانت مہیا نہ ہو تو جیل میں رکھا جائے۔ جہانسی کی عدالت سشن جج کی عدالت کی درخواست کی گئی۔ وہی دہرم ویر ہے جس نے سابقہ جیل پور میں یہ کہا تھا کہ میں ایسی ہی عربی جانتا ہوں جیسی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا روحی جانتے تھے اگر دہرم ویر اپنی زبان کو قابو میں رکھتا۔ تو اس تلخ تجربہ سے گذرنا چاہتا۔ نہ مصلح اور آشتی کھانا ہے جو مذہب اس جگہ میں آرام اور سکھ نہیں دیکھتا۔ پھر لو کہ دوسری دنیا میں ہیں کیا سکھ دیکھا۔

نور سے عملی محبت کا ثبوت انور جس غلوں قلب صدقیت سے پیارے اسلام کی بجا آوری خدمت پر مکر رہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے بھوں اور آریوں پر جس اعلیٰ پیمانہ پر نور اشاعت اسلام کے فرض کو ادا کر رہا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپسی ہے۔ ایسے منظر پر چکی اعانت کرنا دینا اپنی مدد آپ کرنے کا مصداق ہے۔ جس نے بل اجاب نور کی توسیع اشاعت میں ہر بیان کوشش فرمائی شیخ الہی بخش صاحب سید محمد عبد اللہ صاحب مدرسہ عبد اللہ صاحب بی۔ اے ڈاکٹر عبادتار صاحب بی۔ اے فاضل فاضل صاحب جہانم اللہ احسن الجزائر ایک دیکھ کر خواہی بھی خصوصیت سے توجہ فرمائی گئے

سیرت مسیح کا ایک ورق

از نذرت قلم حضرت سید میر حسن صاحب

ماخوذ از سیرۃ مسیح مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب

KHULI SEAT LIBRARY

حضرت مرزا صاحب ۱۲۸۰ھ میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے۔ اوقہ قیام فرمایا۔ چونکہ آپ عزت پسند اور پارسا اور فضول اور لغو سے محبت اور محترز تھے۔ اس واسطے عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر تفسیح اذقات کا باعث ہوتی ہے۔ آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ لالہ عظیم حسین صاحب وکیل جن کے نانا ڈپٹی مسٹرن لال صاحب بٹالہ میں اکثر اسسٹنٹ تھے۔ ان کے بڑے رفیق تھے اور چونکہ بٹالہ میں مرزا صاحب اور لال صاحب آپس میں تعارف رکھتے تھے۔ اس لئے سیالکوٹ میں بھی ان سے اتنا وکال رہا۔ پس سب سے کالی درست مرزا صاحب کے اگر اس شہر میں تھے۔ تو لالہ صاحب ہی تھے۔ اور چونکہ لالہ صاحب طبع سلیم اور لیاقت زبان فارسی اور ذہن بیا رکھتے تھے۔ اس سبب بھی مرزا صاحب کو علم دوست ہونے کے باعث ان سے محبت تھی۔ مرزا صاحب کی علمی لیاقت سے کچھری والے آگاہ نہ تھے۔ مگر چونکہ اسی سال کے اواخر گرام میں ایک عرب نوجوان محمد صالح نام شہر میں وارد ہوئے۔ اور انہیں جاسوسی کا شبہ ہوا۔ تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے دجن کا نام پرکھن تھا اور پھر وہ آخیں کشتہ راویڈری کی کمپنری کے ہو گئے تھے (محمد صالح کو اپنے محکمہ میں بغرض تحقیق حالات طلب کیا۔ ترجمان کی ضرورت تھی۔ مرزا صاحب چونکہ عربی میں کامل استعداد رکھتے تھے اور عربی زبان میں شجیرہ و تقریر بخوبی کر سکتے تھے۔ اس واسطے مرزا صاحب کو بلا کر حکم دیا۔ کہ جو جوابات ہم کہیں۔ عرب صاحب سے پوچھو۔ اور جو جواب وہ دیں۔ اردو میں ہمیں لکھواتے جاؤ۔ مرزا صاحب نے اس کام کو کا حق ادا کیا۔ آپ کی لیاقت لوگوں پر شکست ہوئی۔

انگریزی کی طرف توجہ

اس زمانہ میں مولوی الہی بخش صاحب کی سعی سے جو چین محررہ اس تھے۔ لالہ اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپٹر مدارس مشہور ہے) کچھری کے ملازم نشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا۔ کہ رات کو کچھری کے ملازم نشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ جنرل پشاور میں۔ اتلا مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک یادوکتا میں انگریزی کی پڑھیں۔

مرزا صاحب و اس زمانہ سیالکوٹ میں مذہبی مناظرے

میں بھی مذہبی مباحثہ کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ پادری صاحب سے اکثر مباحثہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ پادری الایٹھ صاحب جو دیسی عیسائی پادری تھے۔ اور حاجی پورہ سے جانب جنوب کی کوٹھیوں میں سے ایک کوٹھی میں رہا کرتے تھے۔ مباحثہ ہوا۔ پادری صاحب نے کہا کہ عیسوی مذہب قبول کرنے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی مرزا صاحب نے فرمایا۔ نجات کی تعریف کیا ہے۔ اور نجات سے آپ کیا مراد دیتے ہیں۔ مفصل بیان کیجئے پادری صاحب نے کچھ مفصل تقریر کی۔ اور مباحثہ ختم کر بیٹھے۔ اور کہا میں اس قسم کی منطق نہیں پڑھا۔

پادری ٹلر سے مباحثہ

پادری ٹلر صاحب ایم۔ اے سے جو بڑے فاضل اور محقق تھے مرزا صاحب مباحثہ بہت دفعہ ہوا۔ یہ صاحب موضع گوہر پور کے قریب رہتے تھے۔ ایک دفعہ پادری صاحب فرماتے تھے کہ مسیح کو بے باپ پیدا کرنے میں یہ ستر تھا۔ کہ وہ کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور آدم کی شرکت جو گنہگار تہا بدی رہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ مریم بھی تو آدم کی نس سے ہے پھر آدم کی شرکت سے بریت کیسے؟ اور علاوہ انہی عورت ہی نے تو آدم کو ترغیب دی جس سے آدم نے درخت مصنوع کا پھل کھایا۔ پس چاہئے تھا۔ کہ مسیح ہر دو کی شرکت سے بھی بری رہتے۔ اس پر پادری صاحب خاموش ہو گئے۔

پادری ٹلر صاحب

پادری ٹلر صاحب کی بہت

عزت کرتے تھے۔ اور بڑے ادب سے ان کے ساتھ گفتگو کیا کرتے تھے۔ پادری صاحب کو مرزا صاحب سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ جب پادری صاحب ولایت بدلنے گئے۔ مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے کچھری میں تشریف لائے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا۔ پادری صاحب نے جواب دیا میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنے آیا تھا۔ چونکہ میں وطن جانیوالا ہوں۔ اس واسطے ان سے آری ملاقات کروں گا۔ چنانچہ جہاں مرزا صاحب بیٹھے تھے۔ وہیں چمکے۔ اور فرش پر بیٹھے رہے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔

چونکہ مرزا صاحب پادریوں کے ساتھ سرسید کو بہت پسند کرتے تھے۔ اس مباحثہ کو بہت پسند کرتے تھے۔ اس واسطے مرزا صاحب نے جو بعد ملاں موعود تخلص کیا کرتے تھے۔ اور مراد بیگ نام جالندھر کے رہنے والے تھے۔ مرزا صاحب کو کہا کہ سید احمد خان صاحب نے قورت و انجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط و کتابت کریں۔ اس موامد میں آپ کو بہت مدد ملے گی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سرسید کو دلی میں خط لکھا۔

کچھری کے نشیوں سے شیخ الہند صاحب مرحوم سابق محافظ دفتر سے بہت انس تھا۔ اور نہایت پکی اور سچی محبت تھی۔ شہر کے ہر گول سے ایک مولوی صاحب محبوب عالم نام سے جو عزت گزیر اور بڑے عابد اور پارسا اور نقشبندی طریق کے صوفی تھے۔ مرزا صاحب کو دلی محبت تھی۔

حکیم میر حسام الدین صاحب تعارف

چونکہ میں بیٹھک میں مولیٰ منصب علی کے جو اس زمانہ میں دیکھ نوٹیں تھے رہتے تھے۔ اور وہ سر بازار تھی۔ اور اس دکان کے بہت قریب تھی۔ جس میں حکیم حسام الدین صاحب مرحوم سامان دوا سازی اور دوا فروشی اور مطب رکھتے تھے۔ اس سبب سے حکیم صاحب اور مرزا صاحب میں تعارف ہو گیا۔ چنانچہ حکیم صاحب نے مرزا صاحب سے قانونچہ اور موجز کا بھی کچھ حصہ پڑھا۔

جناب حکیم حسام الدین صاحب قبلہ میر حامد شاہ صاحب کے والدیند گوار تھے۔ ان کو حضرت مرزا صاحب کے ساتھ فائیت درجہ کی محبت تھی۔ چونکہ وہ اس زمانہ کے حالات سے واقف تھے

اور انھوں نے حضرت مرزا صاحب کی عملی زندگی کو دیکھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ آپ کے دعویٰ پر ایمان لائے۔ اور سلسلہ میں ایک بے لیا اور بے ریا بزرگ کی حیثیت سے رہے۔ حضرت صاحب خود بھی ان کی دوستی اور محبت کو یاد رکھتے تھے چنانچہ پانچ سوٹ کے لیکچر میں فرمایا۔ میرے اس زمانہ کے دوست اور مخلص اس شہر میں ایک بزرگ ہیں یعنی حکیم حاتم الدین صاحب جن کو اس وقت بھی مجھ سے بہت محبت ہے۔

چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی۔ اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور کیونکہ ہوتے وہ دنیاوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے پس ہر کسے را بہر کار سے ساختند

ان دنوں میں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی بن رہی تھی۔ اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی۔ جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ مقرر تھی۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ مولوی سید میر حسن صاحب آپ درخواست بھیجیں۔ چونکہ آپ کی لیاقت عربی زبان دانی کی نہایت کامل ہے۔ آپ ضرور اس عہدہ پر مقرر ہو جائیں گے۔ فرمایا "میں مری کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اکثر لوگ پڑھ کر بھول اڑتے بہت شرارت کے کام کرتے ہیں اور علم کو ذریعہ اور آلہ ناجائز کاموں کا کرتے ہیں۔ میں اس آیت کے وعید سے بہت ڈرتا ہوں۔ احشروا الذین ظلموا واذدا جہم۔ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے۔

انبیاء کو اختلاف نہ ہو سکی محنت ایک مرتبہ کسی نے پوچھا۔ کہ انبیاء کو اختلاف نہ ہو سکی کیونکہ انبیاء سوائے ایک کے ہوتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ چونکہ انبیاء سوائے ایک کے ہوتے۔ سو کچھ نہیں کہتے۔ اور ناپاک خیالوں کو دل میں آنے نہیں دیتے۔ اس واسطے ان کو خواب میں بھی اختلاف نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ لباس کے بارہ میں ذکر ہوا تھا۔ ایک کہتا۔ کہ بہت کھلی اور وسیع موہری کا پاجامہ اچھا ہوتا ہے۔ جیسا ہندوستانی اکثر پہنتے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ تنگ موہری

کا پاجامہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا۔ کہ "بھانڈا ستر عورت تنگ موہری کا پاجامہ بہت اچھا اور افضل ہے۔ اور اس میں پردہ زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کی تنگ موہری کے باعث زمین سمی ستر عورت ہو جاتا ہے۔" پس نے اس کو پسند کیا۔

آخر مرزا صاحب نوکری سے دل برداشتہ ہو کر استعفا دے کر ملک اندام میں یہاں سے تشریف لے گئے۔ ایک دفعہ ملک اندام میں آپ تشریف لائے۔ اور لالہ بیہیم سین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ اور تقرباً عورت حکیم میر حاتم الدین صاحب کے مکان پر تشریف لائے۔

اسی سال سر سید احمد خان صاحب ففر نے قرآن شریف

کی تفسیر شروع کی تھی۔ تین رکوع کی تفسیر یہاں میرے پاس آچکی تھی۔ جب میں لوریشیخ الہداد صاحب مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے لالہ بیہیم سین صاحب کے مکان پر گئے۔ تو انہوں نے گفتگو میں سر سید صاحب کا ذکر شروع ہوا۔ اتنے میں تفسیر کا ذکر بھی آگیا۔ راقم نے کہا۔ کہ تین رکوعوں کی تفسیر آگئی ہے جس میں دعا اور نزول وحی کی بحث آگئی ہے۔ فرمایا۔ "کل جب آپ آویں۔ تو تفسیر لیتے آویں" جب دو سو درود و نماں گئے۔ تو تفسیر کے دلوں مقام آپ کے لئے۔ اور شکر خوش نہ ہوئے۔ اور تفسیر کو پسند بھیجا۔

اس زمانہ میں مرزا صاحب مرزا صاحب کی عمر اس زمانہ میں اس کی عمر راقم کے قیاس میں تخمیناً ۲۲ سے کم اور ۳۸ سے زیادہ نہ تھی۔ غرضیکہ ملک اندام میں آپ کی عمر ۳۸ سے متجاوز نہ تھی۔

انجارات کو سرکاری امداد میں ڈاکٹر متج بہادر پر کے سوال پر سرکاری ممبر نے بتایا کہ گورنمنٹ رسالہ زمانہ کی ۵۰ کاپیاں فوجی اخبار کی ۲۲۵ کاپیاں اخبار منجر عالم کی ۵۰ کاپیاں اور اخبار شرقی کی ۱۰۰ کاپیاں خریدی تھیں۔

ایک سکھ سردار نور کے (سوار پھمن سنگ صاحب) متعلق کیا لکھا ہے میں آپ کے پرچہ کو باقی بڑھتا ہوں۔ پرچہ کی تعریف تو اس

عاجز سے ہونے ہی سکتی۔ سوائے ہرانی اور حیرت کے اور کچھ بارہ نہیں۔ آپ کی سکھ دہرم اور آریہ دہرم کی گہری واقفیت کا ثبوت صرف آپ کا پرچہ ہی ہے۔ اگرچہ اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۷ء کا تھا۔ مگر دیگر اخبارات کی طرح اشتہاروں سے پر نہ تھا۔

آجیات کا ایک گھونٹ نہر کے پیالے سے اچھا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور فضل ہے۔ کہ نور انہوں اور بیگانوں میں خاص دلچسپی اور وقار حاصل کر رہا ہے۔ نور جس مقصد کو لیکر جاری ہوا۔ الحمد للہ کہ اس میں نور بہ احسن جز

کامیاب ہو رہا ہے۔ سکھ دہرم اور آریہ مذہب کے متعلق جس قدر معلومات کا ذخیرہ نور نے ہم پہنچایا ہے۔ میں یہ فخر نہیں بلکہ تحدیث بانعمت کے طور پر لکھتا ہوں۔ کہ تمام ہندوستان کے ایک ایک اخبار کا ایک ایک صفحہ ایک ایک سطر تلاش کریں۔ آپ ہرگز ہرگز کہیں سکھ اور آریہ دہرم کے متعلق معلومات نور سے کم حصہ بھی نہیں پاؤ گے۔ سچائی آخر سچائی ہے۔ اپنا دل لگائے بغیر نہیں سکتی۔ اس وقت دوست دشمن اپنے دبیگنے اس امر کا یکساں اعتراض کرتے ہیں۔ کہ سکھ اور آریہ مذہب کے متعلق واقفیت کا دریا بہانے کے لئے نور صرف اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ تو جب دوست دشمن یکساں اس امر کے معترف ہیں۔ تو کیا وجہ اب دوست نور کی توسیع اشاعت میں مریبانہ کوشش نہیں فرماتے۔ ایک یا دو خریداروں کا پیدا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ کوئی نسا نور کا خریدار ہوگا۔ جس کے ایک دو دوست ہوں۔ پھر وہ کونسے دوست ہونگے جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جاد۔ اور وہ انکار کریں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے میں دیکھوں گا کہ کس قدر احباب و اکرام نور کی توسیع اشاعت میں مریبانہ سعی فرا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں جو دوست نور کی توسیع اشاعت میں مریبانہ سعی ہونگے۔ ان کے اسماء گرامی کمال شکر کے ساتھ بطور سرپرستان نور کے نور کے مالوں میں شائع ہونے میں گئے۔ میں دیکھوں گا۔ اس کار خیر میں سب پہلی بیسکس کی ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

۲۲۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء

KHILAFAT LIBRARY

حضرت خلیفۃ المسیح اول فرمایا کرتے تھے کہ جب آم بیا جاتا ہے تو چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی اُسے اٹھا کر اسکی گٹھلی کو بطور پیپلی کے بجاتا ہے۔ مگر جب وہ بڑا ہو جائے۔ تو پھر اکیس بیس آدمیوں کی طاقت سے بھی اٹھا کر اسکی گٹھلی بجاتا ہے۔ مگر ابتدا میں ایک چھوٹا سا چھوٹا بچہ بھی اُسے بخوبی اٹھا کر لے گا۔ تمام باتوں کی یہی حالت ہے۔ ابتداء اُنکی بہت چھٹی ہوئی ہوتی ہے مگر بڑھتے بڑھتے وہ خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اور باوجود خطرناک نتائج کے بھی لوگ اس طرف بہت ہی کم تو جہ دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت ہی معمولی بات ہے۔ ایک شہر میں مین گیا۔ میں نے وہاں لکچر دیا۔ تو ایک آدمی مجھے یہ کہا کہ ہمارے ہاں تو اختلاف بالکل نہیں ہے۔ صرف دو چار آدمی ہیں۔ اگر انہیں سمجھا دیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ بات رفع دفع ہو جائیگی۔ مگر انکو معلوم نہیں کہ اختلاف اسی طرح ہوا کرتے ہیں۔ دودھ سے ہی جماعتیں بن جاتی ہیں۔ کیونکہ اگر اور آگے چلیں۔ تو پھر ان دو کے ایک ہمدرد ہندو اور دو دوسے چار۔ بن گئے۔ اگر اور آگے چلیں۔ تو پھر دو دوسے چار چار ہمدرد پھر چار چار کے آٹھ آٹھ ہمدرد۔ اگر ہم اسی سلسلہ پر زیادہ سے زیادہ غور کرتے چلے جاویں۔ تو اسی سے ہی جماعتیں بن جاتی ہیں۔

یہ مسلمانوں کے تمام اختلافات کہاں آئے۔ ان سب کی ابتداء معمولی سے معمولی باتوں پر پیدا ہوئی۔ فلاں جو گورنر مقرر کیا گیا ہے۔ وہ درست نہیں۔ اسکی جگہ دوسرا چاہیے تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد کے واقعہ کو سامنے لاؤ کہ سطور ایک گورنر کی سحری پر جس گورنر کے ہاتھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پردانہ بھیجا گیا۔ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مہر لگا کر یہ لکھا گیا کہ مسکا سکا سکا

دیا جاوے۔ اور عین موقع پر ایک خاص فاصلہ سے دوسری جماعت بھی پہنچ گئی۔ یہ سب اختلافات یا عناد کے ہی نتائج تھے۔ آخر حضرت عثمان کو ان فساد بپا کرنے والوں سے تنگ آکر یہ کہنا پڑا کہ اے مسلمانو! اگر اس وقت لوگوں کو یاد رکھو۔ تا قیامت بھی تم میں صلح نہ ہوگی۔ یہ سب اختلافات یا عناد کے ہی نتائج تھے۔ ہر ایک بدی کی ابتدا بہت ہی باریک ہوتی ہے۔ مگر نتائج خطرناک ہوتے ہیں۔ اور وہی رائی بڑھتے بڑھتے پہاڑ بن جاتی ہے۔

اور بعض لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف باتیں کہنے میں ایک خاص لطف آتا ہے۔ اور ان لوگوں کا کام ہی صرف تماشا دیکھنا ہوتا ہے۔ مگر یہ لوگ کبھی پچھتے پھولتے نہیں ہیں۔ صلاح الدین نے بڑی بڑی جرار فوجوں کا مقابلہ کیا۔ اور فتوحات نمایاں حاصل کیں مگر باطنی فرقہ نے صلاح الدین کے برخلاف ہی جہاد کرنا شروع کر دیا۔ فوج در فوج سے صلاح الدین صرف ایک مٹھی بھر فوج سے مقابلہ کرنا تھا۔ مگر باطنی فرقہ کے لوگ محض اسی بات کے لئے مقرر تھے۔ کہ وہ صلاح الدین کو قتل کریں۔

تین دفعہ حملہ ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے صلاح الدین کو بچایا اور صلاح الدین نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک باطنی خنجر بیکر لپکا۔ مگر ٹھوکر کھا کر مصالے پر گر پڑا۔ اور لوگوں نے دوڑ کر لپکا لیا۔

اگر ہم ہر ایک اختلاف کی بات نکالیں۔ تو اسکی ابتدا بہت ہی تھوڑی ہوگی۔ مگر بڑھتے بڑھتے کچھ کا کچھ بن گیا۔

بعض لوگ ان تلخ تجارب کو ذاتی اختلافات سمجھتے ہیں۔ اور وہ عناد کا نام اختلاف رکھتے ہیں۔ اختلاف اور عناد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بعض امتعات حضرت عمرؓ نے دشمنوں کے لئے مارنے کا مشورہ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمت للعالمین تھے انھوں نے محاف کر لیا۔ یہ تو اختلاف تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ

مجھے دنیا کی سب چیزوں سے پیار سے لگتے ہیں۔ مگر سوائے میری اپنی جان کے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کامل محبت تڑپے وجود کو بھی قربان کر دیتی ہے۔ یہ سنی کہ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیار سے ہیں۔ اگر اختلاف تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ کیوں لیا کرتے تھے۔ اگر اختلاف نہ ہوتا۔ تو مشورہ لینے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر اب یہ حالت ہے۔ کہ جہاں اپنی رائے کے خلاف کوئی بات سنتی تو اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور یہ اختلاف نہیں بلکہ عناد تک پہنچ گیا۔ بات بات پر طعن و تشنیع کا بازار گرم۔ کہ فلاں شخص نے جو اس مشورہ کو قبول نہیں کیا۔ اس کے دماغ میں خلل ہے۔ لہذا وہ پاگل پاگل کا فر کا فر جہنمی۔ اگر کام کرنے والی سوسائٹی چھوٹی چھوٹی باتوں میں اختلاف کر لگی۔ تو وہ اپنے رما کو حاصل نہیں کر سکے گی۔ کام کرنے والی جماعت کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں استعدائناک کی کیا ضرورت ہے۔

ایک جگہ صرف اس بات پر عجب و اچل رہا ہے کہ فلاں شخص نے اپنے آپ کو کیوں سید کہا۔ اور پھر عجب و اچل رہا ہے کہ جو استعدا طول کھینچا ہے۔ کہ حضرت صاحب کو حکم ہے۔ کہ جو تین ماہ تک چندہ دے۔ وہ ہماری جماعت سے ہی نہیں۔ مگر پانچ ماہ ہو گئے۔ صرف اس عجب و اچل کے باعث اس جماعت سے کوئی چندہ نہیں آیا۔ بس دو گروہ بن گئے۔ ایک کے پیچھے دوسرا جماعت نہیں پڑھتا۔ اور دوسرے کے پیچھے پہلا۔ دیکھئے بات تو معمولی تھی۔ مگر یہ لوگ صرف تھوڑی سی بات سے کہاں کے کہاں پہنچ گئے۔

ایک نیک چوہڑا ایک بدچلن سید کی نسبت اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہزار درجہ مقبول اور اچھا ہے۔ اور یہ کس قدر چہالت اور نادانی کی بات ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے کو ملعن دیتے ہیں۔ کہ فلاں قوم اعلیٰ ہے۔ اور فلاں ادنیٰ قوم صرف تمدنی حالات سے اعلیٰ اور ادنیٰ بنتی ہے۔ اگر قوم تمدنی حالت میں ترقی کر جاتی ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ اسے ادنیٰ کہا جائے۔ جو کہ چوہڑے اور سانی ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ پہلے یہ کون تھے۔

جو چوڑھے اور سانس ہی کہہ رہی تھی کہ ادل ہم اس ملک کے بادشاہ تھے۔ مگر دیکھو ان کی بدکرداریوں اور ان کے برے تمدن نے انہیں کہاں کہاں پہنچا چار خدا تعالیٰ کی نظریں تو تقویٰ ہی اس کے قریب کا موجب ہے۔

مسلمانوں میں تیردہ کی بڑی عزت ہے۔ مگر ہندوؤں کے ہاں وہی پیچھے ہیں۔ تھوڑی سی تھوڑی باتوں پر لڑتا جھگڑانا ٹھیک نہیں ہے۔

آج ایک قوم جو معزز ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کل اس کی بدکاریاں اسے کہاں کی کہاں لیجا بیٹگی؟

کہا چوڑھے اور سانس خدا کے بندے نہیں۔ کیا ان میں نبی نہیں آئے ہوں گے۔ کیا یہ نبیوں کی اولاد نہیں ہے۔ ضرور مگر دیکھو کہ بدکرداری نے انہیں کہاں کہاں پہنچا دیا۔ ہر ایک کے لئے یہ عبرت کی جگہ ہے۔ مگر دور کو بولا جاؤ۔ ذرا یہودیوں کی طرف ہی نظر غائر سے دیکھ لو۔

کیہودی قوم کیسی با عظمت اور مکرم جماعت تھی۔ ذرا قرآن شریف کو اٹھا کر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کیا معزز و مکرم کیا جس میں موسیٰ عیسیٰ بچپنی وانیال ایسے اولوالعزم اور برگزیدہ نبی آئے۔ دیکھو عزت واکرم دیکھو کہ ان کی بدکرداریوں نے انہیں کہاں کہاں پہنچا دیا۔ آج ان قوم کا نام سحر یا بتانا ہے داد رکھو۔ جو دوسرے کو ذلیل کہتا ہے۔ وہ خود اپنی ذلت کا بیج بوتا ہے۔ اگر کوئی اپنے آپ کو تید کہتا ہے اور حقیقت میں وہ تید نہیں ہے۔ تو اسکا دیال اس کی جان پر تم کبوں خواہ مخواہ اس کی تردید کر کے اپنے لئے برا توشہ تیار کرتے ہو؟

اگر تمام تید ہو جائیں۔ تو بتلاؤ تمہارا کیا نقصان ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو کسی جماعت کی ترقی منظور ہوتی ہے۔ تو تھوڑی تھوڑی باتوں کے ترقی دینے والے اور رائی کا پیٹا بنانے والوں کو خائب و خاسر کرتا ہے۔ کون ہے جو خدا کے منشاء کو روک سکے۔ سو وقت اللہ تعالیٰ کو ہماری جماعت کو ترقی دینا منظور ہے جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور تھوڑی تھوڑی باتوں کو بڑا بنانے اور خواہ مخواہ رائی کا پیٹا بناتے

ہیں۔ یاد رکھو۔ وہ پائلش پالش کئے جائیں گے۔ کون ہے جو الہی منشا کو روک سکے۔

دنیا میں ایک نظیر آیا۔ مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حلوں سے دنیا پر اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ اگر کوئی آدمی فساد ڈلو اتا ہے۔ اس کے لئے میرے دل میں دعا کی خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ لوگ ہزار ہا تجاویز کریں۔ مگر وہ ہرگز اس بات کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جو انبیاء علیہ السلام کی ایک ادنیٰ سی توجہ سے وہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ انبیاء علیہ السلام مشرق اور مغرب کو ملا دیتے ہیں۔ دیکھو اس جگہ پنجابی ہندوستانی۔ بنگالی بھائی بھائی ہیں۔ حالانکہ پنجاب میں ہندوستانیوں کی نسبت بڑی حکایات مشہور ہیں۔ اور ہندوستانیوں میں پنجابیوں کی نسبت ہر ایک اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھتا ہے۔ دوسرے کو ادنیٰ۔ مگر دیکھو انبیاء علیہ السلام سب کو ملا کر ایک کر دیتے ہیں۔ یورپ سے ایک یورپین نو مسلم کا مجھے خط آیا۔ وہ لکھتا ہے کہ میں جب تک پیارے احمد کے لئے دعا نہیں کرتا۔ مجھے نیند نہیں آتی۔ وہ احمد میں نے مجھے نور کی طرف کھینچا۔ میرا تو روم روم آپ کے لئے دعا گو ہے۔

یہ وہ العاطف ہے۔ جس پر انسانوں کو اس بات کے لئے اپنا سب مال و متاع قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کرنا چاہیے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ بعض نادان لوگ رائی کا پیٹا بناتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ فساد کا موجب بنتے ہیں؟

اس سے پہلے نہ کوئی الہی سلسلہ کا مقابلہ کر سکا۔ اور نہ آئندہ کر سکیگا۔ مجھے فکر ہے کہ وراذرا سی بات کا پیٹا بنانے سے کہیں الہی عذاب کے مورد نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فساد و فتنہ سے بچا دے اور ہمارا خاتمہ بالآخر کرے۔ آمین

KHILAFAT LIBRARY

برادران وطن کے ایک نہایت ہی معتبر اور خیر اندیش قوم نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ میں نے منصوبے۔ خبردار! ایک کانگریسی اخبار میں پڑھا ہے۔ کہ آئندہ سورا جھکی کر تیب

کی نسبت جس کی کانگریس خواہاں ہے (اس وقت بنگال میں بحث ہو رہی ہے۔ بلکہ اس کو قلمبند کرنا ایک شخص کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور اس نے سلطنت ہند کے نظام کے بارہ میں قانون یا مسودہ بنا لیا ہے۔ اور اس سال کانگریس کے جلسہ میں پیش ہو گا۔ اس مسودہ میں دیہات سے ابتداء کی گئی ہے۔ اور اس کا نظم و نسق اہل دیہہ کے سپرد کیے گئے ہیں۔ اہل دیہہ اپنے مقام و شرف بورڈ میں بھجیں گے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور ڈپٹی کمشنروں کے ساتھ وائزری کونسل رکھی جائیگی۔ جن کے ممبر بھی خود ہی لوگ انتخاب کیا کریں گے۔ اس طرح سے صوبہ جات کی تقسیم اور کونسلوں کا تقرر کر کے مسلمانوں کو یہ خاص رعایت کی گئی ہے۔ کہ ان کو ۲۵٪ تک انتخاب حد اگانہ کا حق دیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد یعنی ۹ سال کے بعد مکرم ان سے واپس لے لیا جائیگا۔ مختصر یہ کہ ۹ سال کے بعد مسلمان چونکہ تعداد دولت اور علم میں اپنے برادران وطن سے بہت پیچھے ہیں۔ بیک بنی و دو گوش رہ جائیں گے۔ مگر یہ معلوم کر کے بھی کوئی مسلمان سورا جھکا طالب ہے تو ہم اس کی عقل افزوس کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں؟

سانپ کے روزانہ کاٹنے کے مرض کا علاج

اور کئی مقامات سے بھی تصدیق ہوئی ہے جن کو روزانہ سانپ کاٹتے ہیں۔ اس خوفناک مرض کا مجرب علاج ڈاکٹر راجہ صاحب جھادگو اگرہ سے یہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کبیل اونی سیاہ رنگ کا جو موسم سرما میں استعمال کیا جاتا ہے یعنی اوٹھنے پھیلنے کے کام آتا ہے۔ اسکو جلا کر اسکی خاک ہمارے ہمارے پانی روزمرہ دن میں تین مرتبہ استعمال کی جائے۔ پر ہیز دودھ۔ گھی باقی کل استعمال کر سکتے ہیں۔ اسکی استعمال سے چار پانچ روز کے بعد سانپ آنا اور کاٹنا بند ہو جائیگا۔ اگر اس پر بھی سانپ کاٹے گا۔ تو سانپ خود مر جائیگا یہ علاج بظاہر بالکل بے ضرر اور کم قیمت ہے۔ مریض اسکی سانپ کو ضرور

یہ کہ اسکا خیال نہ ہو کہ سانپ کاٹتا ہے

ایران کی فوجی حالت

(پہلی اخبار سے لیا گیا)

روس کے دارالسلطنت شہر پیٹرو گراڈ سے تازہ خبر آئی ہے کہ ایران کے نوٹیسروں کی مقامی دستوں نے ایران کی فوج جندرا پر حملہ کیا۔ اور مقام برآمد میں دو توپیں اور سامان حرب چھین لیا۔ اس حادثہ میں ایک سوڈس افسر کی بعد شکل جان بچی۔ اس لئے مناسب حال معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کی آگاہی کے لئے ایران کی فوج کا مختصر طور سے کچھ حال بیان کر دیا جائے۔ ایران کی فوج میں جس قوم کے جوان بہرتی ہوتے ہیں وہ لوگ اور بالخصوص شمال مغربی ایران کے کرد اور جنوب مغربی ایران کے بختیاری قوم کے نہایت توانا اور متمولہ اور جوان آدمی ہوتے ہیں۔ یہ ایک بہت مضبوط محنت کش ہوتے ہیں۔ اور محض سلوگی اور کفایت شعاری کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی ضرورتیں بھی کم ہیں۔ اور ان پر خرچ بھی کم ہوتا ہے۔ گھوڑا یہ ہے کہ ان لوگوں کی طاقت اور قوت سے فائدہ بالکل نہیں اٹھایا جاتا۔ ان کو فوجی تعلیم بالکل نہیں دی جاتی۔ اور ان کی جنگی سکھائی سے مطلق غفلت اختیار کر رہی ہے۔ سوائے کاسک بریگیڈ کے گورنمنٹ ایران اپنی فوج کے ایک آدمی کی بھی فوجی سکھائی نہیں کرتی اس غفلت اور سہل انگاری کی ذمہ داری افسران فوج پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن افسران فوج کا یہ حال ہے کہ وہ فوج میں لازم ہونے کے قابل بالکل نہیں ہیں۔ اور نہ وہ فوجی تعلیم یافتہ ہیں۔ کسی یورپین فوج کے افسروں میں جو صنعتیں اور ایالتیں موجود ہوتی نہایت ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ وہ ایران کے فوجی افسروں میں بالکل معدوم اور مفقود ہیں۔ سوائے چند نوجوان ایرانی افسروں کے کہ جنہوں نے یورپ میں فوجی سکھائی سیکھی ہے۔ ایران کی فوج کے تمام افسروں کو فوجی واقفیت بالکل نہیں ہے۔ ایران میں فوجی عہدہ مندرجہ ذیل بات اور تنخواہ کے ایک موروثی عہدہ ہوتا ہے۔ جو باپ کے مرتے پر بیٹے کو پہنچ جاتا

ایران کی فوج کا کوئی جنرل جب فوت ہو جاتا ہے۔ نو اسکا بڑا بیٹا خواہ وہ پندرہ سولہ یا بیس برس کی عمر والا ہی ہو۔ دوسرے معزز پرنس پر جنرل کے طور پر موجود ہو جاتا ہے۔ اور اپنے متوفی باپ کی وردی پہن کر اور نمذہ جات لگا کر فوج سے قواعد کرتا ہے۔ اور جنرل کے عہدہ کی تنخواہ بدستور اس کے نام ہو جاتی ہے۔ فوجی عہدہ اگر موروثی نہ ہو۔ تو لوگ اس کو خرید بھی لیتے ہیں۔ رشوت کا بڑا زور ہے۔ بجٹ میں فوج کے لئے جب قدر روپیہ لگایا جاتا ہے۔ اس کو مناسب اور عمدہ طور سے خرچ کرنے کی کوشش بالکل نہیں کی جاتی ایران کے سپاہی کی اول تو تنخواہ بہت ہی کم ہوتی ہے۔ دوسرے یہ قبیل تنخواہ بھی اس کو وقت پر نہیں دیا جاتا۔ کبھی دو مہینے۔ کبھی چار مہینے۔ کبھی چھ مہینے میں ایک بار تنخواہ دی جاتی ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیچارہ سپاہی فاقہ کشی کی مصیبت سہننے کے لئے اور اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے مجبوراً کبھی کبھی محنت اور زوروری کرتا ہے اگر ایران میں کوئی شخص جائے تو اس کو ہر ایک شہر میں پھٹی ہوئی اور شکستہ وردی میں چند شخص سول کام کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ایسکاموں کے کرنے کے لئے سپاہیوں کو بڑی فرصت رہتی ہے۔ اس لئے کہ ان کی فوجی سکھائی تو عملاً بالکل ہی نہیں ہوتی۔ ان سے کچھ فوجی کام لیا ہی نہیں جاتا۔ سوائے کاسک بریگیڈ کے جوانوں کے ایران کی باقی تمام فوج کی وردی نہایت شکستہ اور ذلیل ہے۔ سپاہی کی وردی دیکھ کر ہنسی آ جاتی ہے۔ پرانی وردی کے ہمراہ نہایت پھٹے پرانے سول کے لوگوں کے پھینکے ہوئے کپڑے سپاہی پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ وردی کا کوئی قاعدہ یا کوئی دستور مقرر نہیں ہے۔ سپاہی کا جیسا دل چاہے۔ ویسی وردی وہ پہن سکتا ہے۔ خاص خاص پرنسوں کے لئے کئی سو آدمیوں کی وردی ذرا بہتر ہی ہوتی ہے۔ گواہیہ موقعوں پر بھی پندرہ بیس یا تیس آدمیوں سے زیادہ کی وردی ایک قسم کی نہیں ہوتی۔ فوج میں ڈسپن ریلر ضبط بالکل ندارد ہے۔

ایران کی فوج میں ڈاکٹروں کے مقرر کرنے کا رواج بالکل نہیں ہے۔ سوائے کاسک بریگیڈ کے ایران کی کسی فوج میں ڈاکٹر اور فوجی ہسپتال نہیں ہیں۔ معاہدہ جینیوا میں ایران بھی شامل ہے۔ اس لئے صلیب احمر (ریڈ کراس) کی جگہ فوجی زخمیوں کے ہسپتال اور گالریوں اور ڈاکٹروں کی پہچان کے لئے ایران نے سرخ کافشان امتیازی مقرر کیا ہے۔ ایران کی آب و ہوا خراب اور حفظان صحت کی تدابیر اور صفائی بالکل معدوم ہے۔ اگر کوئی فوج ایران پر حملہ آور بھی ہو۔ تو عدم تدابیر حفظان صحت اور آب و ہوا کی خرابی سے اسی فوج کا بغیر لڑائی کے بھی بہت نقصان ہو جانا ممکن ہے۔ ایران کی فوج میں جن اقوام کے آدمی بہرتے کئے جاتے ہیں۔ وہ نہ تو جسمانی طور سے کمزور ہیں۔ اور نہ دماغی طور سے حقیر ہیں۔ یہ لوگ بڑے ہوشیار اور متمولہ اور ذہین ہوتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان کی کوئی مناسب اور باقاعدہ ترتیب نہیں۔ اور نہ ان کو اپنے فرائض کا احساس سکھایا جاتا ہے۔ افسوں اور سپاہیوں میں ربط ضبط اور فوجی واقفیت بالکل مفقود ہے۔ اگر مناسب طور سے فوج کی سکھائی کی جائے۔ تو ایران کی فوج بہترین فوج بن سکتی ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ ایران کے ارباب حل و عقد کی آنکھوں پر غفلت کا ایسا پردہ پڑا ہے۔ کہ وہ زمانہ کے پر زور واقعات کے تازیانہ سے بھی خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔ جس سلطنت کے منظموں کی غفلت کا یہ حال ہو وہاں ترقی کی کیا خاک امید ہو سکتی ہے۔ شمال کی جانب سے روس کا انتہا ہمیشہ سے ایران پر ہے۔ اور حال میں وہ آذربائیجان اور تبریز پر قابض بھی ہو گیا تھا۔ مگر اس واقعہ سے بھی ایرانیوں کو عبرت حاصل نہ ہوئی۔ جنوبی ایران میں پرشس گورنمنٹ کا پولیسکل اقتدار ہے۔ اس لئے روس کا داؤ ایران پر چل نہیں سکتا۔ اور نہ یہ یقین سمجھ لینا چاہیئے کہ

ایران کی فوج کی حالت (پہلی اخبار سے لیا گیا)

نور پاک دہلی کی نہایت مفید کتب

سوانح عمری حضرت باواناٹاؒ: یہ اس ولی اللہ کی سوانح عمری ہے جس نے آج سے چار صدی پہلے ہندوؤں کے گہر پیدا ہو کر ہندو مذہب کے کل عقائد باطلہ کا رد کر کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرو بلند کیا اور اپنے حال و حال سے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ اس وقت اگر کوئی اس نیلگوں آسمان کے نیچے نہ رہے۔ تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ شروع پیدائش سے لے کر ملام آخر اس ولی اللہ کے صحیح حالات سکھ صاحبان کی نہایت مفید کتب کے حواجات سے قلمبند کئے گئے ہیں۔ کتاب کیلئے۔ صداقت کا آئینہ معرفت کا دریا۔ روحانیت کا چشمہ۔ اسلام کا نور۔ اس وقت اس ولی اللہ کے صحیح حالات کے کرور نام لیاوا ہیں۔ جو ایک یا دوسری وجہ سے اس خدا کے پیارے بھگت کی تعلیم سے دور چاہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ خدا کے نام اور دین کی منادی کرانے والے چند بھی خواہ انھیں جو کثرت سے اس مفید ترین کتاب کو سکھوں اور اریوں میں تقسیم کر دیں۔ امید کہ انشاء اللہ جلد ہی کتاب بھپ کر آجائیگی۔ ۲۲۰۸ کے سائیز پر ۲۰ صفحہ کی ضخیم کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت ہی اعلیٰ۔ کاغذ عمدہ ۱۲

تقیم ہندوستان کی روحانی تعلیم: اس بینظیر کتاب کی نسبت حضرت حاجی حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح لعل رضا تحریر فرماتے ہیں میں نے ہندوستان کی روحانی تعلیم کو کمال دلچسپی سے پڑھا۔ مجھے بہت ہی پسند آئی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ کتاب بہت ہی دلچسپ ہے۔ (روح خط نور الدین خلیفۃ المسیح) علاوہ ازیں ہندوستان کے چیدہ چیدہ اخبارات نے اس پر بہت ہی عمدہ ریلوئے کئے ہیں مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے ہندوستان کی روحانی حالت تمدنی۔ ملکی۔ مجلسی حالت کا ہو بہو فوٹو دیدار مان مہا بہار کا ہو بہو عکس ہے۔ قیمت صرف ۸ روپے

KHILAFAT LIBRARY

آریہ دھرم کا پول: یہ وہی بینظیر مختصر اور جامع کتاب ہے جو ہو بہو آریہ سماج کی کل مسلمہ دستند کتب کا فوٹو اور پول ہے۔ اول ۱۹۱۱ء میں اسکا پہلا ایڈیشن چھپا اور اب پھر دوبارہ کمال صحت اور عمدگی کے ساتھ دوسرا ایڈیشن طبع ہوا۔ اس بینظیر کتاب کی خوبی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ ایک معزز کرم سکھ سوار نے ۲۰۰ روپے خریدا کر اپنے دوستوں میں مفت بطور تحفہ تقسیم قیمت صرف ۸ روپے۔ دوستوں کو چاہیے۔ کہ ایسی بینظیر کتاب کو دفتر نور سے خرید کر آریہ دوستوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دین حاصل کریں۔

جھوک محادی والی: پنجابی لوگوں میں سلسلہ کی تبلیغ کرنے کے لئے ایک بینظیر کتاب ہے۔ آج جکا گھر گھر چاہے اور جکا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک گیا ہے۔ اور اب دوسرا ایڈیشن کمال صحت عمدہ خط اور عمدہ چھپائی کے ساتھ طبع ہوا ہے۔ پنجابی نظم کمال کی دلکش ہے۔ قیمت صرف ۸ روپے

سو مسکلا: ایک مذہبی دلچسپ اور پر لطفاً دل جکارد واد کی اہلیت اور اہدیت کا کھنڈن رد تنازع کی خوفناک برائیں تنازع کی بڑے سے بڑے تاج کو ایسے پرلے میں دکھایا گیا ہے جو کہ کرسنگل سے سنگدل انسان کی آنکھوں میں بھی آنسو ڈبڈباتے ہیں۔ طرز تحریر ایسا کہ ایک پرائمری کا طالب علم بھی لیکر بیٹھے۔ تو ختم کئے بغیر چین نہیں آتا قیمت صرف ۸ روپے بہت تھوڑی جلدی باقی ہیں۔

سچے کو ہمیشہ راست ہے

طلائے زمین کا استعمال ہر طرح سے نافع بہت سی لوگ اس متفیض ہونے والے میں یہ پیش بہا طار ہم آرائش ایک شیشی مرت ۸ روپے میں معجون طلسمی اسکی استعمال سے ہر قسم کی کمزوری دور ہو کر اعلیٰ قوت پیدا ہوتی ہے اور جسم توانا ہو جاتا ہے قیمت فی بوتل ۸ روپے۔ یہ کمزوری دور کرنے کیلئے بینظیر چیز ہے خواہ کسی طاقت سے ہو۔ اعصاب غیر اسکی استعمال سے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۸ روپے

سرمد سلیمانی: یہ اسکی استعمال سے دھند جالا پھولا ضعف بصارت موتیاں وغیرہ دور ہو جاتا ہے۔ قیمت فی بوتل ۸ روپے سنون ویدان: دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریوں کو رفع کرنے والا دانتوں کو شل گوہر آبدار بنا دینا قیمت فی بوتل ۸ روپے حکیم محمد حسین ولد سرفراز حسین مالک شاہ خانہ احمدیہ ملکی گٹہ (دہلی)

اصلی میر اور میر کا سرمہ

اصلی میر اور میر کا سرمہ کا اشتہار عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اتنا میں بہت سے لوگوں کی فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بنایا ہوا ہے۔ اپنے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دھند جالا پھولا پڑوال سیل سرخی اور ابتدائے موتیاں اور دیگر امراض چشم کے لئے بسیار مفید ہے قیمت سرمہ اعلیٰ عاقلانہ ۱۲ روپے۔ قسم دوم سرمہ قسم سوم سرمہ۔ اصل میر قیمت فی بوتل ۸ روپے ترکیب استعمال میر: تھیر پر گر کر یا سرمہ کی طرح باریک پیس کر آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ جسکی آنکھیں گرمی کی وجہ سے دھند ہوئی ہوں کو مفید ہے محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے نفوی جمیع اعضا نافع صریح شہتی طعام نافع بلغم اور شوح دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ و شگی نفس و ذوق و شجوقیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت شک گردہ و شانہ سلسل البول و سیلان منی و بیوست درد مفاصل وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ قسم اول سرمہ قسم دوم ۸ روپے فی بوتل

برقم رنگیاں شہدی پشوری اد بادامی۔ سیاہ۔ سفید۔ ماشی۔ ریشمی ہوتی کلاہ اور رنگیاں: شری صافے اور پشوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں

احمد نور کا بیسود اگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

نور بخشوں کا سلسلہ

ایک روپیہ چار آنہ کے یکصد ٹریکٹ

۱۲ لاکھ ٹریکٹ

۱۲ لاکھ ٹریکٹ

دفتر نور سے منگو کر آریہ اور سکھوں میں بغت تقسیم کر کے ثواب داریں حاصل کریں

عیسائیوں نے کروڑا چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ مسلمانوں اور دیگر مذہب کے لوگوں میں تقسیم کئے اور کہتے ہیں۔ ان کے مذہب کی ترقی کیلئے چھوٹے ٹریکٹوں کی اشاعت بھی بہت مفید ثابت ہوئی ماسی طرح آریہ لوگ بھی چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کے ذریعہ مسلمانوں کو بددعا کرنے کیلئے کمر بستہ ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ گوردوارے کے طلباء کو جو محض اسلام کے برخلاف تیار کیا جا رہا ہے۔ اور توینا مسلمانوں کی نگاہیں اس وقت کھلیں گی۔ جب یہ فوج یکدم اسلام پر مدبولہ ہوگی۔ ابھی اس سال سے ہی بنارس میں ایک باقاعدہ سوسائٹی تیار کی گئی ہے جس نے مسلمانوں کے خلاف ٹریکٹ لکھنے کے ۱۵۴۸ روپیہ خرچ کئے ہیں دوسری طرف اس کے مقابلہ میں ہماری تیاری کچھ بھی نہیں۔ اور ہماری خاموشی اور جیسی اس امر پر دل ہے کہ گویا ہم میں جان اور احساس مادہ بالکل نہیں رہا۔ دوسری طرف شدہ میں ہم نے ایک ٹریکٹ باوانا کے متعلق شائع کیا۔ تو اس کے جواب میں آیوں اور سکھوں کی طرف سے چانچیم ٹریکٹ لکھے گئے جنکا اثر آپ پچھلے اخباروں میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ ہمیں کام کرنے کی کتنی ضرورت ہے۔ مذہبی دنیا میں زندہ رہنے کیلئے ہمیں کتنی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اپنا راستہ اور راستہ پر قائم رہنے کا نہیں رہا۔ اب ضرورت ہے کہ ہم کمر محنت باندھ کر میدان میں نکلیں۔ اور اشاعت اسلام کیلئے اپنے تن من اور دھن کو شائع کریں فی الحال دو ٹریکٹ دفتر نور سے شائع ہوئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ذکر کرتے تھے اور جنم ساہی میں ۱۲ آریہ دھرم میں کتنی ناممکن

یہ دو ٹریکٹ کمال محنت اور مبالغہ سوزی سے لکھے گئے ہیں۔ اور ان ٹریکٹوں کی اشاعت سے صرف یہی ترقی اسلام اور اشاعت دین متین مطلوب ہے اسلئے محض امی خرچ پر فروخت کر جانے ہی معنی یکصد ٹریکٹوں کی صرف یہی اہم اسطرح انشاء اللہ پہلے میں دو ٹریکٹ شائع ہو گئے۔ ناظرین کو کام کو چاہئے کہ اس ذخیرہ میں خاک کا تھکا تھکا کر نور کے خیرات میں یکصد ٹریکٹوں کے باقاعدہ خریداریا پیدا ہو جائیں۔ تو انشاء اللہ ایک سال میں ۱۲ لاکھ ٹریکٹ اشاعت اسلام کے لئے اور آیوں میں مفت تقسیم ہو سکتے ہیں۔ حکومت بہت کریں تو ہم باہر یکصد ٹریکٹوں کیلئے ایک بہت ہی تیل رقم ہے۔ اور اس سال ہمیں ۱۲ لاکھ ٹریکٹ تقسیم ہو سکتے ہیں۔ اور بفضل تعالیٰ ۱۲ لاکھ ٹریکٹ ہندوستان میں ایک لاکھ اولیٰ پیدا کر سکتے ہیں۔ میں ٹریکٹوں کی پہلی قسط تیار ہے۔ اول حضرت مسیح موعود کا ذکر کرتے تھے اور جنم ساہی میں۔ (۲) آریہ دھرم میں کتنی ناممکن بدستوں کو چاہئے۔ کہ بہت جلد اس کا خیر کے لئے خاک رکنا تھکا تھکا بنانے کیلئے قدم آگے بڑھائیں۔ والسلام

فخلص بندہ محمد یوسف ایڈیٹر نور فاویان۔

KHILAFAT LIBRARY

لال شربت

ڈاکٹر امیں کے برن کا بنایا ہوا لال شربت

لال شربت

نئی ایجاد سیویا بنائی کشین

لال شربت

بچوں کے لئے ایک ہی دوا ہے۔ ماں دینا میٹھا میٹھا لال شربت

لال شربت

پیشینوں کیلئے ڈاکٹر امیں کے برن کا بنایا ہوا لال شربت

لال شربت

شیر خورانی کو اکثر مہضمی رہتی ہے۔ دودھ پیتے ہی تھے کریتے ہیں۔ پانچا کبھی سخت اور کبھی پتل ہوتا ہے

لال شربت

باہر سے میدہ دیتے اور ہنڈل پھیرتے جاؤ۔ اور ایک گھنٹہ کے اندر دوسرے میدہ کی سیویا بن جاتی ہیں۔ اور جوان سے بچہ تک

لال شربت

کے استعمال سے کوئی شکایت نہیں ہونے پاتی۔ اور میٹھ کے واسطے لکے چست چالاک ہتے ہیں۔

لال شربت

آسانی چلا سکتا ہے۔ بریں خیال کہ امیر غریب سب ہماری ایجاد سے فائدہ اٹھائیں قیمت بھی بہت تھوڑی یعنی صرف پچہ علاؤ

لال شربت

محصول رکھی ہے۔ وزن صرف ایک سیر

لال شربت

مولیٰ اور باریک دو چھلنیاں اور پرچی ترکیب ہمراہ ارسال ہوگی۔ تاجروں کے واسطے خاص رعایت ہے۔

ڈاکٹر امیں کے برن نمبر ۶ تا ۱۰ چند دت شربت کلکتہ

مستری فضل کریم عہدی نزد ہانچا قادیان ضلع گورداسپور